اصلاح

جلد ۲۲ — نمبر ۴

ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۷ ہجری

مدیر

جناب مولانا اری سید حیدر صاحب قبلہ دام برکاتہم

دارالاشاعت

کھجوا (صوبہ بہار)

ل

مکرر پرچہ نہیں جا سکتا ختم ہونے پر دفتر اصلاح میں شکایت کرتے ہیں کہ اتنے نمبر نہیں ملے مکرر فوراً بھیج دیجئے۔ ان کل حضرات سے التماس ہے کہ جس وقت رسالہ پہونچا کرے پڑھکر اگر صندوق یا الماری میں مقفل کر کے بند کر دیا کریں تو کوئی نمبر ضائع نہ ہو۔ ہاں ایک نمبر پہونچنے پر اگر ہمیں معلوم ہو کہ قبل کا نمبر نہیں ملا تو وہ مکرر روانہ کر دیا جائیگا۔ مگر دو تین نمبروں کے بعد قبل کا نمبر طلب کیا جائیگا تو نہیں جا سکتا۔ مثلاً نمبر ۵ پہونچنے پر اگر لکھا کہ نمبر ۴ نہیں ملا تھا تو مکرر بھیج دیا جائیگا لیکن اگر نمبر ۳ طلب کیجئے گا تو وہ نہیں جا سکتا۔ بلکہ اس کے لئے فی نمبر ۸ قیمت آپ کو بھیجنی پڑے گی۔

جو لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ بدل جاتے ہیں وہ فوراً دفتر اصلاح میں بھی اپنے جدید پتے کی اطلاع دے دیا کریں ورنہ ان کا رسالہ اصلاح سابق پتے پر جاتا رہیگا اور پھر دفتر سے مکرر نہیں بھیجا جائیگا اکثر حضرات اسکی پابندی نہیں کرتے جس سے دفتر کو بڑی پریشانی ہوتی ہے۔

۱۳۵۷ھ ہجری کا چندہ اصلاح ۱۳۵۶ و ۱۳۵۷ھ ہجری کا چندہ اصلاح جن حضرات نے اب تک نہیں بھیجا وہ فوراً بذریعہ منی آرڈر روانہ کر کے شکر گزار کریں ورنہ آئندہ نمبر ضرور وی پی روانہ کیا جائیگا جس میں آپ کا ۳ر پیسہ فضول خرچ ہو جائیگا۔ بہت حضرات وی پی پہونچنے پر شکایت کرتے ہیں کہ وی پی کیوں بھیج دیا خط لکھکر چندہ کیوں نہیں طلب کیا۔ ان سب کی خدمت میں التماس ہے کہ دفتر میں اتنے محرر نہیں ہیں کہ ہر شخص کو طلب چندہ کا خط لکھا کریں اور نہ اتنا مال ہے کہ ہر شخص کو شکریہ کا پوسٹ کارڈ بھیجا جایا کرے پس اس اطلاع کو آپ حضرات کارڈ خیال کر کے فوراً اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر عنایت فرمادیں کہ وی پی بھیجنا ہمارے لئے بھی بڑی مصیبت ہے

ناول جوہر قرآن سوانح عمری حضرت عمر دفتر اصلاح کے مشہور دلچسپ ناول تصویر عرار کے ختم ہونے پر برابر فرمائشیں آرہی ہیں مگر ہم بھیجنے سے مجبور ہیں اور حضرات اسکے دیکھنے کے لئے بیچین ہیں اسی طرح جو حضرات اسی وقت سے رسالہ اصلاح کے خریدار نہیں ہونگے اور ناول جوہر قرآن و سوانح عمری خلیفۂ دوم ختم ہونے پر طلب کرینگے تو بہت افسوس کرینگے۔

ڈاکخانہ کجھوا انگریزی میں ڈاکخانہ کجھوا اس طرح لکھا جائے:- P.O. KUJHWA (BIHAR CIRCLE)

فہرست مضامین اصلاح نمبر ۴ بابت جلد ۲۲

انصار اصلاح حسب ذیل ہمدردان دین و ملت نے اس سال اس رسالہ کو جدید خریدار عنایت فرما کر شکر گزار کیا خدا انھیں جزائے خیر دے اور دوسرے حضرات کو بھی جلد اس طرف متوجہ کرے (۱۶) جناب سید کرار حیدر صاحب کلرک نہر رڑکی ا (۱۷) جناب محمد اللہ بخش خانصاحب جسکانی ضلع مظفر گڈھ ۳ (۱۸) جناب سید محمد امیر صاحب ایڈوکیٹ مظفر نگر ا (۱۹) جناب مرزا اکبر علی بیگ صاحب انسپکٹر پولس پنشنر کانپور ۲ (۲۰) جناب سید قربان حسین شاہ صاحب موسوی ضلع رہتک ا (۲۱) جناب مظفر علی خانصاحب سب انسپکٹر گورکھپور ا (۲۲) جناب شاہ منظر حسن صاحب سپرنٹنڈنٹ اعظمگڈھ ا (۲۳) جناب ڈاکٹر محمد علی الحاج سا ایین صاحب بمبئی ا۔ (۲۴) جناب سید ہادی حسین صاحب قانونگو کھڑرا۔ (۲۵) جناب سید ذوالفقار حسین صاحب زیدی نوڈرا (۲۶) جناب سید خادم حسین شاہ صاحب گوداورقانونگو شکر گڈھ ا (۲۷) جناب سید محبوب احسن صاحب عرف مشن میاں غازیپور ضلع فتحپور ا۔ (باقی آیندہ)

جدید خوشخبری عالی جناب فخامت مآب مولوی سید محمد حسن صاحب بلگرامی صدر محاسب وظیفہ یاب ریاست حیدر آباد دکن دام مفاخرہم نے وعدہ فرمایا ہے کہ "میں انشاء اللہ عنقریب یکمشت تین سو روپیہ حضرت ... کی نذر کے لئے ارسال خدمت کرونگا" خدائے کریم ممدوح کو اجر عظیم عطا فرمائے مومنین دعا فرمائیں کہ خداوند عالم ممدوح کی شکایت بصارت کو جلد زائل فرما کر ممدوح کو مطمئن کرے

الحمدللہ کہ محض اس کے فضل وکرم سے اصلاح ۱۳۵۷ھ ماہ ربیع الثانی بھی شائع ہوگیا یہ رسالہ تو تقریبًا بند ہو گیا تھا جس کی وجہ انشاء اللہ آئندہ نمبر میں شائع کی جائیگی، لیکن خدا کو ابھی اس سے اپنے دین حق کی خدمتیں لینا مقصود ہیں۔ مومنین دعا فرمائیں کہ ہمارے مصائب جلد ختم ہوں اور دفتر اصلاح اطمینان سے دینی فرائض انجام دینے کے قابل ہوجائے۔

تاریخ ائمہ کا غلط نامہ اور ٹائٹل پیج خدا کے فضل وکرم سے اس نمبر کے ساتھ شائع کردیا جاتا ہے۔ اب کل حضرات جن کے پاس سال گزشتہ کے پرچے ہیں تاریخ ائمہ کے اوراق ایک جگہ کرکے اُن کے اوپر اس غلط نامہ کو رکھ کر اور اس کے اوپر ٹائٹل پیج کا نصف اور سب کے نیچے ٹائٹل پیج کا دوسرا نصف رکھ کر اسکی جلد بندھوا لیں کہ اب خدا کے فضل سے یہ عظیم الشان کتاب مکمل ہوگئی خدا اسے قبول فرمائے۔

تاریخ ائمہ کا گجراتی ترجمہ اس کے متعلق کرمی جناب مولوی سید عزیز الحسن صاحب دام مجدہم عدن سے تحریر فرماتے ہیں" جناب والا کا ارادہ تاریخ ائمہ کا گجراتی ترجمہ کراکے گجراتی زبان کے مومنین و مومنات کو فیضیاب بنانا ہے۔ خوشی ہوئی۔ واقعی بہت ہی نیک خیال ہے۔ اور یقینًا ضروری بھی ہے۔ اب تک گجراتی میں جس قدر مذہبی لٹریچر "کچھ۔ کاٹھیاوار۔ نیز علاقہ بمبئی میں" موجود ہے۔ وہ بالکل ہونے نہ ہونے کے برابر ہے۔ سوائے معدودے چند کتابوں کے جو حال میں بمبئی میں چھپی ہیں۔ سب کی گجراتی زبان بھی بحیثیت زبان ممدوح نہیں ہے۔ جس طرح ہندوستان میں اردو زبان میں ہندو اور مسلمان شریک ہیں بعینہٖ اُسی طرح مذکورۂ بالا علاقوں میں بھی گجراتی زبان میں ہندو مسلم قومیں مادری زبان کی حیثیت سے شریک ہیں۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ ہندوؤں کی گجراتی زبان اور گجراتی کا لٹریچر۔ بہ نسبت مسلمانوں کے بہت بلند پایہ۔ موجودہ زمانہ کی اصطلاحات و اشارات و محاورات کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ وہ اپنی مادری زبان کی اس طرح خوب توسیع و اشاعت میں مصروف ہیں۔ مقامات بالا کی کم و بیش پچیس سالہ بود و باش سے میں اتنا ضرور سمجھ سکا ہوں کہ بہ نسبت ہندوؤں کے مسلمانوں کے پاس گجراتی کا زبان کی حیثیت سے فقدان ہے۔ علی الخصوص قوم خوجہ شیعہ اثنا عشریہ تو اس صف میں مثل تہیدستوں کے ہے۔ کتابیں بہت ہیں۔ لیکن بقول انھیں کے لوگوں کے عدم و وجود برابر ہے۔ مذہبی نقطۂ نظر سے سر آنکھوں پر چڑھانے کے لائق اور قابل عزت۔ لیکن زبان گجراتی

کی حیثیت سے بہت زیادہ قابل قبول نہیں۔ بہر نوع ممکن ہے کہ اس اصلاح ۳ کے اعلان کو دیکھ کر کچھ لوگ آمادہ ہو کر جناب کو لکھ چکے ہوں۔ یا اب لکھیں گے۔ لیکن مذہبی حیثیت سے میرا بھی فریضہ ہے کہ جناب والا کو اپنی ناچیز رائے سے اطلاع دوں، اور وہ بھی محض اس وجہ سے کہ جناب والا بذات خود زبان گجراتی سے جہاں تک میرا گمان غالب ہے واقف نہیں ہیں، ترجمہ کا کام جس قدر پابندیوں کا ذمہ دار ہے۔ اُس کے اظہار کی بھی ضرورت نہیں، جب تک ایسا شخص نہ ہو کہ جو ہر دو زبانوں بلکہ شئے ترجمہ کی متعلقہ زبانوں سے واقف و ماہر نہ ہو، اُس وقت تک کسی کتاب کا ترجمہ کامیاب ترجمہ نہیں کہا جا سکتا۔ میرے خیال میں "تاریخ ائمہ" کے ترجمے کے لئے جناب والا اگر "حاجی محمد جعفر حاجی شریف دیوجی جمال صاحب ممباسہ" کو آمادہ کریں تو وہ فارغ البال ہونے کے علاوہ مذہبی امورات میں اُنھیں معلومات کے علاوہ شوق بھی ہے اگرچہ نہ میں نے آج تک موصوف کو دیکھا ہے نہ کچھ گہرے تعلقات ہیں۔ اُردو کے چند مضامین اُن کے بعض رسالوں اور اخبارات میں دیکھے ہیں۔ علاوہ ازیں انھوں نے ایک کتاب عزاداری سید الشہداؑ کے متعلق بنام "شہید اسلام" گجراتی زبان میں لکھی ہے جس کا ایک نسخہ موصوف نے ہدیۃً مجھے جام نگر بھیجا تھا۔ اس کے دیکھنے سے البتہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ چونکہ گجراتی اُن کی مادری زبان ہے۔ اس وجہ سے بھی علاوہ اس کے آج کل کی موجودہ گجراتی کے مطابق زبان کی حیثیت سے بھی قابل تعریف ہے۔ عزاداری کے متعلق اعتراضات کا تاریخی واقعات سے زیادہ تر ترجمہ انھوں نے کتاب بالا میں کیا ہے۔ جو واقعی ترجمہ کہے جانے کے لائق ہے۔ جہاں تک علم ہے وہ اصلاح کے خریدار بھی ہیں۔ اگر جناب والا اُنھیں لکھیں گے تو وہ اس کام کو ضرور انجام دیں گے۔ اور پھر وہ ترجمہ زبان کی حیثیت سے گرا ہوا بھی نہ ہوگا، بہت ممکن ہے کہ اُن کے علاوہ اور کوئی صاحب کسی صورت سے پیدا ہو جائیں جو اس کام کو باحسن وجوہ انجام دے سکیں، بہتر ہوگا کہ معتبر ذرایع سے ان کی علمی حیثیت معلوم کر لی جائے" مکرمی جناب حاجی خواجہ محمد جعفر شریف دیوجی صاحب دام مجدہ مقیم ممباسہ رسالہ اصلاح کے بہت قدیم ہمدرد اور بڑے معین ہیں۔ برابر جدید خریدار بھی عنایت فرماتے اور مالی اعانت بھی کرتے رہتے ہیں۔ بعض موقع پر یکمشت تین سو روپیہ تک سے آپ نے اس کی مدد کی ہے۔ ممدوح کا علمی مذاق قابل قدر اور دینی معارف کی ترویج کا خیال بھی قابل ناز ہے۔ اگر ممدوح تاریخ ائمہ کا گجراتی زبان میں ترجمہ کرنے کیلئے وقت نکال سکیں تو ایک ضروری اور مفید دینی کام ہو جائے ۔۔۔ (مدیر اصلاح)

جوہر قرآن و سوانح دوم پر رائیں

جناب سید قربان حسین شاہ صاحب موسوی ضلع رہتک سے لکھتے ہیں "آپ کی علالت سے سخت تشویش ہوئی ہے۔ نماز ہائے فریضہ کے بعد بارگاہ ایزدی میں دعا کیجاتی ہے کہ وہ آپ کو بتصدق جناب آقائے دو جہان و آل ممدوح الشان کلی صحت بخشے کیونکہ آپ کی زندگی شیعہ قوم کیلئے فخر ہے۔ بلکہ شیعہ قوم آپ کی زندگی سے زندہ ہے" (۲) جناب ڈاکٹر سید منظر عباس صاحب سیفی دام مجدہ نے بلاسپور سے لکھا "میں سوانحعمری خلیفہ اول اور تاریخ ائمہ کے متعلق کسی عریضہ میں اپنی رائے کا اظہار کر چکا ہوں۔ اگرچہ میں کیا اور میری رائے کیا۔ لیکن چونکہ اظہار حق ازبس ضروری ہے اس لئے یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جوہر قرآن انشاء اللہ المستعان تحفہ اثنا عشریہ کا بہترین جواب ہوگی اور مومنین کی دیرینہ آرزو برآئیگی۔ کیا خوب ابتداء کی ہے۔ سبحان اللہ و جزاکم اللہ۔ سوانح عمری خلیفہ دوم کے ابتدائی اوراق ہنوز شائع ہو رہے ہیں مگر بتا رہے ہیں کہ ہونیوالی کتاب کس درجہ مدلل ہوگی۔ الحق کہ تحقیق آپ کا حق ہے۔ خداوند عالم آپ کو صد و سی سال قائم رکھے۔ اور مومنین کو آپ کی تصانیف سے بہرہ اندوز ہونے کا موقع دے۔ آمین ثم آمین"۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو کچھ ہوا ہے محض خدائے کریم کے فضل اور شان سے اور وہی اس پر قادر ہے کہ دونوں کو بہترین عنوان سے مکمل کرادے۔

ایک ضروری تجویز

مکرمی جناب سید کاظم حسین صاحب زیدی اوریسر باز پور ضلع نینی تال دام مجدہ نے برادران اہلسنت سے بھی دو صاحبوں کو اصلاح کا خریدار بنایا ہے۔ اور ان سے چندہ وصول کرکے بھیجدیا ہے۔ لکھا ہے کہ ان کو خلیفہ دوم کی سوانح عمری پڑھنے کا اشتیاق ہے اس وجہ سے اس کے خریدار ہوئے ہیں۔ میرے خیال میں حضرات اہلسنت میں جوہر قرآن اور سوانحعمری خلیفہ دوم کی بکثرت اشاعت کرنے اور ان کو کتاب تحفہ اثنا عشریہ اور الفاروق کی حقیقت اور مذہب حق کی اصل تصویر دکھانے کی شدید ضرورت ہے۔ اس وجہ سے عام اعلان کرتا ہوں کہ اب اہلسنت سے جو صاحب خریدار ہونگے اُن سے اس کا سالانہ چندہ صرف ۲؎ لیا جائیگا۔ ناظرین اصلاح کوشش کریں کہ اہلسنت سے جو تحقیق حق کا اشتیاق رکھتے ہوں اور ان کی رائے بھی انصاف پسند ہو ان کو اس رسالہ کی خریداری پر ضرور آمادہ کریں تاکہ وہ سمجھ سکیں قرآن مجید سے کس مذہب کی حقیقت ثابت ہوتی ہے اور حضرت عمر کے کارناموں کی کیا حقیقت ہے۔ دوسرے مذہب والے تو اپنے مذہب کی تبلیغی کتابیں اپنے خرچ سے ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر دوسروں کو مفت تقسیم کرتے ہیں۔ ہماری قوم میں اتنی دولت کہاں کہ جوہر قرآن و سوانح دوم کو خرید کر اور اپنے پاس سے رسالہ اصلاح کا چندہ ادا کرکے دوسرے مسلمانوں میں ان دونوں مفید ترین کتابوں کو مفت تقسیم کریں لیکن کم از کم زبانی زحمت تو گوارا کریں۔

علمی خیانتیں

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو اصلاح جلد ۴۱ نمبر ۱)

طباعت بخاری میں تحریف کی تازہ مثال جو اصلاح جلد ۴۱ نمبر ۱ ماہ محرم سنہ ۵۶ ہجری میں شایع کی گئی ہے اوس کے آخر میں میں نے بخاری صاحب کے عنوان سے دھوکا کھا کر متعہ سے مراد متعۃ الحج قرار دیا اس طرح بخاری صاحب اپنی تدبیر میں کامیاب ہوگئے ہوتے لیکن اتفاقاً یہی حدیث علامہ نیشاپوری کی تفسیر میں نظر سے گزری اور اس کو علامہ موصوف نے متعۃ النساء سے متعلق لکھا تو میں نے خیال کیا کہ اپنی غلط فہمی کا اظہار کر دوں تاکہ لوگوں کو اس سے یہ فائدہ بھی پہونچے کہ بخاری صاحب نے اکثر ایک مطلب کی حدیث دوسرے باب میں اس لئے تحریر فرمائی ہے تاکہ لوگ یا تو نتیجہ کی طرف متوجہ ہی نہ ہوں یا غلط نتیجہ نکالیں۔ جیسا کہ میں نے متعۃ الحج کے باب میں اس حدیث کو دیکھکر اس کا تعلق اوسی سے سمجھا۔ حالانکہ نیشاپوری نے اس حدیث سے متعۃ النساء سمجھا ہے۔

اصحاب کا جہنمی ہونا کہاں مذکور ہے چنانچہ اسی بنیاد پر بخاری صاحب نے جہاں اصحاب کی تعریف کے پُل باندھے ہیں وہاں اُن احادیث کو ذکر نہ فرمایا جن سے "یاران طریقت" کی تصویر کا دوسرا رخ بھی دکھائی دیتا۔ اس طرح پڑھنے والے کے دماغ میں اصحاب کی مطلق جلالت قدر کا سکہ جم گیا۔ کبھی اُنھیں وہم بھی نہیں ہوتا کہ اصحاب بھی جہنمی ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ ایک دو نہیں بلکہ سات مقام پر مختلف لفظوں میں اسی بخاری شریف میں اصحابِ رسولؐ کے جہنمی بدعتی ہونے کا صاف صاف اعلان موجود ہے مگر وہ کہاں؟ مثلاً حوض کے ذکر کے بہانے احادیث حوض میں۔

بہر حال یہ تو گزشتہ سے متعلق گزارش تھی اب تازہ تازہ تماشہ ملاحظہ ہو۔

ترجمہ مشکوۃ شریف میں تحریف اس امر کو میں بار بار عرض کر چکا کہ اہلسنت آج کل خصوصیت سے اُن امور کو اپنی کتابوں سے نکال رہے ہیں جو اُن کے ضعف یا تشیع کی تائید پر دال ہیں۔ اور نہ صرف اپنی ہی کتابوں میں ایسا کرتے ہیں بلکہ شیعوں کی کتابوں میں بھی پوری ترمیم کر کے اپنے رنگ میں ڈبو دیتے ہیں بلکہ ملاحظات

وغیرہ کی مثال اوپر گزر چکی ہے اور کتاب طہارت ابن مسکویہؒ کا بیان آگے آیا چاہتا ہے۔
اس وقت میں مشکوۃ شریف کے متعلق اسی مطمح نظر کے ماتحت تحریف کی مثال عرض کرنا چاہتا ہوں۔
حمیدیہ پریس دہلی میں مختلف ترجمے شائع ہوئے ہیں ۲۲×۱۸ کی تقطیع پر مشکوۃ شریف کا ترجمہ شائع ہوا ہے۔ ٹائیٹل پیج پر بہ ترتیب عبارات ذیل ہیں (بسلسلہ ترجمات احادیث شریف) اس کے بعد دوسری سطر ہے (نمبر ۷) ۳ سطر (انتخاب احادیث صحاح عشرہ) ۴ سطر (المصابیح) پانچویں سطر (مشکوۃ) چھٹی سطر (اردو ترجمہ) ساتویں سطر (جلد ثانی) آٹھویں سطر (جس میں بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ نسائی۔ مسند امام مالک) نویں سطر (امام شافعی۔ امام حنبل اور مسند بیہقی کا بہترین انتخاب ہے) دسویں سطر (مترجمہ) گیارہویں سطر (الفاضل علامہ سید عبدالدائم جلالی بخاری) بارہویں سطر (اشتراک حقوق اشاعت دائمی) تیرہویں سطر (خالد بن الحمید نے) چودہویں سطر (حمیدیہ پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا)
اس کتاب کے صفحہ ۳۹۸ پر حدیث نمبر ۵۹۱۷ کے ترجمہ میں یہ عبارت درج ہے "حضرت بریدہؓ کہتے ہیں نبی اکرم صلعم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجکو چار شخصوں کی محبت کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں ان چار کو محبوب رکھتا ہوں۔ ابوذر۔ اور مقداد اور سلمان فارسی ان کی محبت کا مجکو علم ہے اور فرمایا ہے کہ ان کو محبوب رکھتا ہوں"۔
چار شخصوں کے لئے حکم ہے ابوذر۔ مقداد اور سلمان کا مراد ہونا ظاہر ہے کہ علم الحساب کی اعلیٰ قابلیت کا سرٹیفکٹ ہے۔ روایت میں یہ بھی ذکر نہیں کیا گیا کہ چوتھے کا نام خود رسولؐ یا راوی نے نہیں لیا یا راوی کو بھول گیا یا مترجم صاحب نے مناسب نہیں سمجھا۔ اصل یہ ہے کہ مترجم اس دنیا کے بسنے والے لوگ ہیں جن کے دل و دماغ کو مذہبی امور میں کامل طور پر معطل کر دیا جا چکا ہے اور وہاں چار یعنی تین سمجھنے میں ذرا دقت محسوس نہیں ہوتی۔ اب ہم مشکوۃ سے اصل حدیث نقل کر دیتے ہیں تا کہ سمجھ میں آ جائے کہ چوتھا کون ہے جس کا نام نہ لینا سنت سلف ہے۔ ملاحظہ ہو مشکوۃ شریف باب جامع المناقب فصل ثالث صفحہ (۵۷۰) مطبوعہ مجتبائی دہلی ماہ ربیع الاول ۱۳۱۸ ہجری۔ عن بریدۃ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تبارک وتعالیٰ امرنی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبہم قیل یا رسول اللہ سمہم لنا قال علی منہم یقول ذلک ثلاثا وابوذر والمقداد وسلمان امرنی بحبہم واخبرنی انہ یحبہم رواہ الترمذی۔

اس حدیث کے خط کشیدہ الفاظ مترجم صاحب نوش فرما گئے جس میں علیؑ کا نام تین دفعہ رسولؐ کی زبان پر جاری ہوا ہے۔ اس چھاپہ میں خط کشیدہ الفاظ کے نیچے مرقات کا یہ حاشیہ بھی ملاحظہ ہو (للاشعار بانہ افضلہم) اس کے علاوہ اسی کتاب میں لمعات کا حاشیہ اس عبارت پر حسب ذیل ہے (قولہ یقول ذلک ثلاثا انما قال ثلاثا تاکیدا لان ابن الکوا کان فیہ شی من علی رضی اللہ عنہ لما رای منہ رضی اللہ عنہ فی تقیۃ امارۃ الیمن بالسوءۃ)

حدیث کے حاشیوں کے متعلق مجھے کچھ عرض کرنا نہیں ہے سُنی نقطۂ نگاہ کی توضیحیں ہیں کبھی تو اہلسنت افضلیت پر بحث کرنے سے بھاگتے ہیں کہ اس کا تعلق غیب سے ہے ہم کیا جانیں کہ خدا کس کو ثواب زیادہ دے گا۔ اور کبھی افضلیت پر بحث کرکے فیصلے شروع کردیتے ہیں کہ کون افضل ہے کون مفضول ہے۔ بہرحال اگر حضرت علیؑ جناب مقداد وسلمان سے افضل ہی ہوئے تو کیا ہم تو اون کو انبیاء سے بھی (سوائے سرور کائناتؐ) افضل جانتے ہیں۔ ہمیں اس وقت یہ بحث بھی چھیڑنی نہیں ہے کہ ایک طرف تو صحابہ کا آپس میں وہ میل جول کہ اللہ کی پناہ۔ اور دوسری طرف محشی صاحب کا بریدہ صحابی اور حضرت علیؑ میں کشمکش بیان کرنا کس کو کیا کہا جائے اس وقت تو ہمیں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ حدیث اور اوس پر نوٹ حاشیہ سب کچھ ہوتے ہوئے وہ جملے کا جملہ ندارد کردیا جائے جس سے علیؑ کی فضیلت نکلتی ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ کارروائی دانستہ طور پر کی گئی ہے

علیؑ کے نام سے عداوت نئی بات نہیں ہے

اس موقع پر ناظرین کے لطف کیلئے مناسبت مقامی کے سبب یہ عرض کرنا بیجا نہ ہوگا کہ یہ ترکیب مترجم وناشر نے ممکن ہے کہ اور گرامی جناب عائشہ صاحبہ سے سیکھی ہو۔ ملاحظہ ہو تاریخ طبری عن عبید اللہ عن عائشہ قالت فخرج رسول اللہ صلعم بین رجلین من اہلہ احدہما الفضل بن العباس ورجل اخر تخط قدماہ الارض عاصبا راسہ حتی دخل بیتی قال عبید اللہ حدثت ہذا الحدیث عبد اللہ بن

عباس فقال هل تدری من الرجل قلت لا قال علی بن ابی طالب ولٰکنہا لا تقدر علی ان تذکرہ بخیر۔

جب مادرگرامی صرف اتنی سی بات میں کہ رسولؐ علیؑ کے سہارے سے باہر نکلے نام ٹال گئیں تو لائق صاحب زادے محبت خدا اور رسولؐ کے وقت علیؑ کا نام نہ لیں اور نہ چھپوائیں تو کیا عجب ہے۔

کتاب تہذیب الاخلاق وتطہیر الاعراق معروف بہ طہارۃ ابن مسکویہ اس کتاب کے دو نسخے اس وقت میرے پیش نظر ہیں اور دونوں مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں موجود ہیں۔ ایک نسخہ ۲۰×۲۶/۸ سائز پر مطبع علوی منسوب بہ علی بخش خاں لکھنؤ میں ۱۲۷۱ھ ہجری میں چھپا ہے۔ کتاب کے ایک سو سات صفحے ہیں اور ایک سو آٹھویں صفحہ پر خاتمۃ الطبع لکھتے ہیں جس میں زمانہ اشاعت ۱۲۷۱ھ ہجری بزمانِ کپتان فلی جر بیس صاحب قائم مقام رزیڈنٹ لکھا ہے۔

دوسرا نسخہ ۱۸×۲۲/۱۶ سائز پر مصری ٹائپ پر چھپا ہے اسکے ٹائیٹل پر عبارت ذیل چھپی ہے

الطبعۃ الاولیٰ بالمطبعۃ الحسینیۃ المصریۃ سنہ ۱۳۲۹ هجریہ علی نسخۃ سید محمد عبد اللطیف الخطیب وشرکاہ بمصر اس کے صفحات ایک سو چھیاسی ہیں صفحہ ۱۸۶ و ۱۸۷ پر مصحح کی طرف سے خاتمۃ الطبع لکھا ہے اس کے علاوہ چار صفحوں پر مطالب کتاب کی فہرست ہے۔

جب ان دونوں نسخوں کا مقابلہ کیا جاتا ہے تو انہیں اچھا خاصا اختلاف نظر آتا ہے اور نمایاں ہوتا ہے کہ دانستہ طور پر مصر کی کتاب میں تحریف کی گئی ہے ابتداء ہی میں حمد ونعت جو مطبع لکھنؤ میں ہے اوس سے قبل پوری دو سطریں بلا کسی تنبیہ و اشارہ کے اضافہ کر دی گئی ہیں ملاحظہ ہو مطبوع مصر الحمد للہ الذی ارشد الی الصراط المستقیم ومدح الخلق العظیم وارسل نبیہ محمد عمّا المکارم الاخلاق وادبہ فاحسن تادیبہ علی الاطلاق اس کے بعد مصنف کی تحریر اللہم انا نتوجہ الیک الخ شروع کی گئی ہے جس سے مطبوع لکھنؤ میں ابتدا ہے۔

نسخہ مطبوعہ لکھنؤ صلا پر عدالت کے ماتحت فضائل کا ذکر کرتے ہوئے صرف اتنی عبارت ہے

الفضائل التی تحت العدالة الصداقة الالفة صلة الرحم المكافاة حسن الشركة حسن القضاء التودد و العبادة لیکن مصری چھاپہ میں العبادة کے آگے عبارت ذیل کا نمایاں بے ربط اضافہ ہے (ملاحظہ ہو مصری چھاپہ ص ۱۰۸ و ۱۰۹) ترک الحقد مكافاة الشر بالخیر استعمال اللطف ركوب المروءة فی جمیع الاحوال ترک المعاداة ترک الحكاية عمن لیس بعدل مرضی البحث عن سیرة من یحکی عنه العدل ترک لفظة واحدة لاخیر فیها لمسلم فضلا عن حکایة توجب حدا او قذفا او قتلا او قطعا ترک السكون الی قول سفلة الناس وسقطهم ترک قول من یکدی بین الناس ظاهرا باطنا او یلحف فی مسئلة او یلح بالسؤال فان هؤلاء یرضیهم الشیء الیسیر فیقولون لاجله حسنا ویسخطهم اذا منعوا الیسیر فیقولون لاجله قبیحا ترک الشره فی کسب الحلال وترک ركوب الدناءة فی الکسب لاجل العیال الرجوع الی الله وعهده ومیثاقه عند کل قول یتلفظ به او لحظ یلحظه او خطرة فی اعدائه و اصدقائه ترک الیمین بالله و بشیء من اسمائه وصفاته راسا و لیس بعدل من لم یکرم زوجته و اهلها المتصلین بها و اهل المعرفة الباطنة به وخیر الناس خیرهم لاهله وعشیرته و المتصلین به من اخ او ولد او متصل باخ او والد وقریب او نسیب او شریک او جار او صدیق او حبیب ومن احب المال حبا مفرطا لم یؤهل لهذه المرتبة فان حرصه علی جمع المال یصده عن استعمال الرافة واستیفاء الحق وبذل ما یجب ویضطره الی الخیانة والکذب والاختلاق والزور ومنع الواجب والاستقصاء واستجلاب الدانق والحبة والذرة لبیع الدین والمروءة وربما انفق اهواء لا لاجة محبة منه للمحمدة وحسن الثناء ولا یرید بذلک وجه الله وما عنده بل یتخذها مصیدة ویجعل ذلک مکسبة ولا یعلم ان ذلک علیه سیئة و مسبة۔

اس عبارت میں خصوصیت سے و لیس بعدل من لم یکرم زوجته الخ قابل لحاظ ہے بہر حال اس کے بعد دونوں کتابوں کی عبارت ملتی ہے یعنی صداقة کی تفصیل شروع ہوتی ہے۔

لکھنؤ کی چھپی ہوئی کتاب میں آخر کتاب کے الفاظ حسب ذیل ہیں والحمد لله رب العلمین والصلوٰة علی نبیه محمد و آله الطاهرین مصری چھاپہ کے الفاظ حسب ذیل ہیں والحمد لله رب العلمین

والصلوٰۃ علے النبی محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین وحسبنا اللہ ونعم المعین آمین
اصحابہ اجمعین کی زیادتی خصوصاً ملحوظ رکھنا چاہیئے۔
ہم نے بطور نمونہ یہ چند مثالیں لکھدی ہیں ورنہ درمیان کتاب جابجا دونوں نسخوں میں اختلاف ہے اور اوس کا انداز ایسا ہی ہے جس سے مصنف کے مذہب و مشرب کے خلاف اپنا مطلب حاصل کرنا معلوم ہوتا ہے۔ عدیل اختر از مدرسۃ الواعظین لکھنؤ۔

حاجی ثناء اللہ صاحب کی افترا بازیاں

پھر پرسش جراحت دل کو چلا ہے عشق
سامان صد ہزار نمکداں کئے ہوئے

حاجی ثناء اللہ صاحب مدت دراز سے شیعوں پر افتراء و بہتان کا عظیم الشان مشن جاری کئے ہوئے ہیں۔ ابھی چند دن ہوئے آپ یہ اتہام کر چکے ہیں کہ "شیعہ کی مستند کتاب اصول کلینی میں خاص ایک باب متعلقہ نکاح ام کلثوم اسی غرض کے لئے مقرر ہے" (اخبار اہلحدیث ۹ شعبان ۱۳۵۵ھ) اس پر میں نے ممدوح سے بار بار دریافت کیا کہ اصول کلینی کے کس صفحہ میں وہ باب ہے اور وہ اصول کلینی کہاں ہے۔ دکھاویں تو میں سنی ہو جاؤں اور اگر نہ دکھائیں تو وہ شیعہ ہو جائیں مگر ؎

یاں لب پہ لاکھ سخن اضطراب میں ⁂ واں اک خاموشی مرے سب کے جواب میں

یہاں تک میں نے کہا کہ آپ لکھنؤ میں چل کر عیسائی آریہ اور قادیانی عزیزی داں حضرات کے مجمع میں اصول کلینی میں وہ عبارت دکھادیں اور مجھے سنی کریں ورنہ خود ہی مذہب حق شیعہ قبول کر کے بہشت کا پروانہ لے لیں۔ لیکن آپ اسکے لئے بھی آمادہ نہیں ہوتے۔ اہلحدیث حضرات بھی ان کی اس بے بسی کو محسوس کر رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں ؎

بے خودی بے سبب نہیں غالب ⁂ کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے

اس شکست فاش کے بعد تو حاجی صاحب کو اپنی افتراء پردازی سے توبہ کرنی چاہیئے مگر وہ جب شیعوں کے مقابلہ میں بولیں گے افتراء ہی کرینگے کیونکہ ان کو وہی تہمت کی بیماری جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے۔ حال میں آپ نے پھر شیعوں پر افتراء اور صریح بہتان کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں "حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب سے روایت ہے قال رسول اللہ یظہر فی آخر الزمان قوم یسمون الرافضۃ یرفضون الاسلام (مسند احمد جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۳) یعنی حضرت علی روایت کرتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا آخر زمانے میں ایک قوم ظاہر ہوگی جنکو

رافضی کہا جائیگا۔ وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے۔ یہ حدیث اپنے معنے میں صاف ہے کہ رافضی لوگ اصل اسلام کو چھوڑ دینگے۔ یہ ہمارا قول نہیں بلکہ پیغمبر اسلام علیہ السّلام کا ارشاد ہے۔ منطقی طور پر یہ حدیث شکل اول کا کبرے ہے۔ اس لئے اس کے صغرے کا وجود ضروری ہے تاکہ شکل اول مرتب ہوکر نتیجہ دے سکے۔ صغرے کا ثبوت شیعہ کی معتبر کتاب الروضہ ص۱۹ سے ملتا ہے جہاں امام ابو عبداللہ فرماتے ہیں ہمارا نام رافضی اللہ نے رکھا ہے۔ بس یہ شکل اول کا صغرے اور حدیث مذکور اس کا کبرے۔

اعیان شیعہ۔ اور اہل علم اصحاب ہماری پیش کردہ منطقی شکل کے ہر دو مقدمات پر نظر کرکے نتیجہ سے ہمیں اطلاع دیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہمیں یہ کہنے کا موقع ملے ؎

غالب تمہیں کہو کہ ملا ہے جواب کیا ۔:. مانا کہ تم کہا کئے اور وہ سنا کئے (الہدم ۲۸ ربیع الثانی ۵۵ھ)

حاجی صاحب! کب تک افترار بازی کا پیشہ آپ جاری رکھئے گا؟ اب بھی تو ہوش کیجئے اور سمجھئے کہ ہر ... راموسے کے مطابق یہ حقیر طالب العلم آپ کی خدمت کو حاضر ہوگیا ہے جس کی ایک گرفت سے بھی آپ آج تک نہیں نکل سکے۔ ذرہ فرمائیے تو کتاب الروضہ میں وہ عبارت کہاں ہے؟ آپ کہیں گے کہ یہ اردو ترجمہ ہے تو اسکی اصلی عربی عبارت پیش کیجئے تاکہ اہل علم سمجھ سکیں کہ کیا واقعا حضرت امام جعفر صادقؑ نے اپنے کو رافضی کہا ہے یا آپ لوگوں کا حضرتؑ کے متعلق بھی یہ ایسا ہی افتراء ہے جیسا حضرت رسول خدا صلعم کے متعلق رہا کہ حضرتؐ کو ابن ابو کبشہ کہتے رہے ہیں[1] جس کے شواہد آپ ہی کی کتب تفسیر و سیرۃ و حدیث و تاریخ میں بھرے ہوئے ہیں۔

فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین

---

[1] مولوی وحید الزماں خاں صاحب حیدرآبادی نے لکھا ہے "لقد امر امر ابن ابی کبشہ ابو سفیان نے کہا جب وہ کافر تھا اب تو ابو کبشہ کے بیٹے یعنی آنحضرتؐ کا کام بڑا ہوگیا ان کا درجہ بڑھ گیا۔ اتنا کہ روم کا بادشاہ اُن سے ڈرتا ہے۔ کہتے ہیں ابو کبشہ ایک شخص تھا خزاعہ کا جس نے بتوں کی پرستش میں قریش کی مخالفت کی اور شعری ستارے کا پوجا شروع کیا تو آنحضرتؐ کو جو دین میں قریش کے مخالف تھے اُس سے تشبیہ دی ... ابو سفیان نے تحقیر کی راہ سے آنحضرتؐ کو ابو کبشہ کا بیٹا کہا" (انوار اللغۃ پ ۲۲ ص۵)

اگر تم نہ پیش کر سکو اور ہر گز نہ پیش کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہونگے اور وہ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے (پارہ ۱ ع ۳)

رہی پہلی حدیث تو اُس میں آنحضرت صلعم صاف فرماتے ہیں یظہر فی اخرالزمان قوم الخ آخر زمانہ میں ایک قوم ظاہر ہو گی اور معلوم ہے کہ وہ شیعوں کے علاوہ کوئی قوم ہو گی کیونکہ شیعہ آخر زمانہ میں ظاہر نہیں ہوں گے بلکہ حضرت رسول خدا صلعم کے زمانہ ہی سے موجود ہیں۔ آپ کے پیشوائے اعظم جناب مولوی وحیدالزمان خاں صاحب لکھتے ہیں "اصل میں شیعہ گروہ کو کہتے ہیں۔ اس کا استعمال ان لوگوں کے لئے کیا جاتا ہے جو حضرت علیؑ سے محبت رکھتے ہیں اور آپ کے اہل بیت سے۔ محیط میں ہے کہ شیعہ ایک بڑا فرقہ ہے مسلمانوں کا جو آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ کی خلافت پر نص کر دیا تھا اور ہمیشہ امامت آپ ہی کی اولاد میں رہے گی دوسرے خاندان میں نہیں جا سکتی۔۔ اکثر شیعہ ہمارے زمانہ کے اثنا عشری ہیں۔ اور اہل سنت جماعت بھی اس معنے کر شیعہ ہیں کہ حضرت علیؑ اور اہلبیت سے محبت رکھتے ہیں[1]"۔ (انوار اللغۃ پارہ ۱۳ صفحہ ۱۴۲) حضرت رسول خدا صلعم کے زمانہ میں شیعوں کے موجود ہونے کی یہ زبردست گواہی بھی ملاحظہ ہو۔ مولوی صاحب ممدوح ہی لکھتے ہیں " ستقدم علی اللہ انت و شیعتک راضین مرضیین و یقدم علیہ عدوک غضابا مقمحین ثم جمع یدہ الی عنقہ یریھم کیف الاقماح آنحضرت صلعم نے حضرت علی مرتضیٰ

---

[1] تعجب ہے کہ مولوی صاحب اس جگہ تو یہ تحریر فرماتے ہیں اور دوسری جگہ اسی کتاب میں یہ لکھتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "لادخل الجنۃ من اطاع علیا وان عصانی وادخل النار من عصاہ وان اطاعنی۔ اللہ تعالے نے فرمایا جو کوئی علی کی اطاعت کرے اگرچہ وہ گنہگار ہو میں اس کو بہشت میں لے جاؤں گا۔ اور جو کوئی علی کی نافرمانی کرے وہ اگرچہ میرا مطیع ہو میں اُس کو دوزخ میں لے جاؤنگا۔ اُس کا صوابی ہونا کچھ کام نہ آئیگا۔ مطلب یہ ہے کہ محبت علی جزو ایمان ہے اور بغض آپ کا کفر ہے اس حدیث کو زمخشری نے روایت کیا ہے۔ فائدہ۔ مجھ سے میرے شیخ جناب حافظ عبدالعزیز صاحب محدث لکھنوی نے بیان کیا کہ لکھنؤ میں ایک صاحب جو اپنے تئیں سنی کہتے تھے کہنے لگے کہ جب تک آدمی کے دل میں اندنے بار حضرت علی کا بغض نہ ہو اُس وقت تک وہ سنی نہیں ہو سکتا۔ معاذ اللہ خدا کی پناہ ایسے سنیوں سے۔ یہ کمبخت خارجی ناصبی ہیں۔ ان کو سنی کون کہتا ہے"۔ (انوار اللغۃ [illegible] پارہ ۱۸ صفحہ ۱۳۳)

سے فرمایا قریب ہے کہ تم اور تمھارے گروہ والے (شیعہ) خوش خوش اللہ تعالےٰ کے پاس حاضر ہونگے
اور تمھارے دشمن غضبناک سر اوپر اُٹھائے ہوئے آئیں گے۔ قاعدہ ہے کہ جب گردن میں طوق پڑا ہوا
ہوا اور وہ تنگ ہو تو سر اوپر اُٹھ جاتا ہے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو گردن پر رکھ کر بتلایا
یعنی اقماح کے معنے سمجھائے کہ اس طرح سر اوپر اٹھائے ہوں گے۔ اُن کے سر اٹل رہے ہوں گے۔
جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا انا جعلنا فی اعناقھم اغلالًا فھی الی الاذقان فھم مقمحون۔
ہم نے ان کے گلے میں ٹھڈیوں تک طوق پہنائے اب اُن کے سر اٹل رہے ہیں۔ اوپر اُٹھے ہوئے ہیں۔
فائدہ۔ یہ حدیث شیعہ اور اہل سنت دونوں کی کتابوں میں مروی ہے اور اس میں صاف صراحت ہے
کہ شیعیان علیؑ وہی ناجی اور مقبول بارگاہ الہٰی ہیں اور مخالفین اور دشمنان علی مبغوض بارگاہ خداوندی
اور تباہ ہونے والے ہیں۔ شیعیان علی سے وہ جماعت صحابہ اور تابعین مراد ہے اور اسی طرح قیامت تک
وہ تمام اہل اسلام جو حضرت علی اور آپ کی اولاد سے محبت اور اخلاص رکھتے ہیں۔ یا اللہ ہمارا حشر
بھی شیعیان علی مرتضیٰ میں کر اور مرتے دم تک ہم کو محبت اہل بیت علیہم السلام پر قائم رکھ فائدہ
دشمنان علی سے مراد فرقہ خوارج اور نواصب ہے جو حضرت علی سے بغض رکھتے ہیں یا آپ کی اولاد
سے۔ اُن کو نجات ملنا مشکل ہے گو وہ کتنی ہی عبادت اور ریاضت کریں کیونکہ حضرت علی سے
بغض رکھنا گویا رسول اللہؐ سے بغض رکھنا ہے۔ اسی لئے دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے حضرت
علی سے فرمایا تم سے وہی محبت رکھے گا جو مومن ہو اور تم سے بغض وہی رکھے گا جو منافق ہو۔ اس
حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ شیعہ علی ایک قدیم فرقہ ہے جس کا ذکر خود آنحضرتؐ نے کیا۔ اسی طرح عدوّ
علی۔ تو درحقیقت اہل اسلام کے دو ہی فرقے ہیں ایک شیعہ دوسرے خوارج" (انوار اللغۃ پارہ ۲۱ صفحہ ۱۴۲)
مذہب شیعہ اثنا عشریہ حق ہے کہ مولوی صاحب ممدوح لکھتے ہیں" ایک مسجد میں امامیہ موذن اذان میں یوں پڑھتا
تھا اشھد ان علیا ولی اللہ۔ اس پر بعضے سنی مسلمان ناراض ہوئے۔ مجھ سے آن کر شکایت
کی۔ میں نے کہا وہ موذن تو اتنا ہی کہتا ہے اشھد ان علیا ولی اللہ میں تو اس سے بڑھ کر کہتا
ہوں اشھد ان علیا امام الاولیاء وسید الاصفیاء وخیر الخلائق بعد
الانبیاء الخ" (انوار اللغۃ پارہ ۱۸ صفحہ) یہ بھی لکھا ہے" ہر طرح کے علمی خوبیات جیسے قضا۔ امامت

[illegible] میں اگا یہ حیثیت سے کہ دنیا کے کل دینوں کے [illegible] اور کل صفحوں کے سردار اصحاب [illegible] کے بعد کل مخلوقات سے بہتر حضرت
[illegible] سے ثابت ہوا کہ مولوی صاحب ممدوح [illegible] کو [illegible] کل [illegible] افضل بہتر سمجھے تھے ۱۴۲

خطابت۔ احتساب۔ افتاء اور تدریس تمام جاہلوں کے ہاتھ میں ہیں اور یہی جاہل شمس العلماء اور بدر الفضلاء کے خطابات سے ممتاز کئے جاتے ہیں اور جو لوگ واقعی عالم ہیں اور اُن کا وجود مغتنمات سے ہے اُن کی کوئی قدر و منزلت نہیں کرتا۔۔۔ عجب حال ہے ایک بے علم ناخواندہ شخص جو ابر و بھی صحیح پڑھنا نہیں جانتا اور قرآن بھی غلط پڑھتا ہے نماز کی امامت کے لئے منتخب کیا جاتا ہے اور عام لوگ خوشی سے اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور عالم کے موجود ہوتے ہوئے اس کو امام نہیں بناتے۔ یہ قیامت نہیں تو کیا ہے۔ اللہ مسلمانوں کو عقل اور سمجھ عطا فرمائے۔ ایک[1] مفتی صاحب ماشاء اللہ یہ فتوے دیتے ہیں کہ باپ کی جورو حرام ہے لیکن دادا پردادا کی جورو سے نکاح کر سکتا ہے۔۔۔۔ دوسرے مفتی صاحب یہ فتوے دیتے ہیں کہ رنڈی یا رشوت خوار یا سود خوار جب زنا یا رشوت یا سود سے توبہ کرے تو وہ مال حلال طیب ہو گیا۔۔۔ شیعہ امامیہ نماز کی امامت کے مسئلہ میں لاکھ درجہ ان نام کے سنیوں سے بہتر ہیں۔ اُن میں جب تک مجتہد صاحب کسی کو نماز کی امامت کی سند نہ دیں اسکے پیچھے کوئی اقتدار نہیں کرتا بلکہ الگ الگ نماز پڑھ لیتے ہیں"۔ (انوار اللغۃ پارہ ۲۱ صلا) ممدوح ہی یہ بھی لکھتے ہیں "آنحضرت ؐ کی نماز میں رکوع اور رکوع کے بعد قومہ اور سجدہ اور دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ یہ سب برابر سرابر ہوتے۔ افسوس کہ ہمارے زمانہ میں لوگوں نے خصوصًا حنفیوں اور شافعیوں نے اس سنت پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ وہ کیا کرتے ہیں۔ رکوع کے بعد قومہ اور دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ بہت خفیف کرتے ہیں بعضے چور نمازی تو رکوع کر کے برابر سیدھے کھڑے بھی نہیں ہوتے اور مقتدیوں کو ربنا لک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ کے کہنے کی بھی مہلت نہیں دیتے کہ سجدے میں چلے جاتے ہیں۔ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے بھی نہیں کہ دوسرے سجدے میں چلے جاتے ہیں۔ نماز کیا پڑھتے ہیں مرغ کی طرح ٹھونگیں لگاتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ" (انوار اللغۃ پارہ ۲۱ صفحہ ۵) امید ہے کہ حاجی ثناء اللہ صاحب اب بھی اپنی افترا پردازیوں سے

[1] حاجی ثناء اللہ صاحب سمجھتے ہیں کہ یہ مفتی صاحب کون ہیں؟ یاد ہے کہ آپ ہی نے اپنے اخبار اہل حدیث میں یہ فتوے دیا تھا کہ پوتا اپنی دادی سے نکاح کر سکتا ہے۔ اور مولوی وحید الزمان خانصاحب مرحوم نے اسی وقت اخباروں میں آپ کی غلطی شائع کر دی تھی۔ پھر اس کتاب میں بھی آپ ہی پر چوٹ کی گئی۔ آپ کی حالت پر نہایت افسوس ہوتا ہے کہ غیر تو خیر غیر ہی ہیں آپ کے ہم مذہب بھی برابر آپ کو گمراہ ہی سمجھتے رہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۱۲۔

باز آئیں گے اور اب تو مذہب حق قبول کر کے نجات آخرت کی کوشش کریں گے ۔ وما علی الرسول الا البلاغ

وقف حسینیہ ہوگلی

افسوس شیعوں کا یہ عظیم الشان وقف روز بروز بربادی ہی کی طرف جا رہا ہے ۔ پرنس اکرام حسین صاحب بہادر کے لئے سچے ہمدردان وقف نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح ممبر مقرر کر دیئے جائیں لیکن ان کی یہ آرزو پامال کر دی گئی ۔ اب سنا ہے کہ وقف حسینیہ کو وقف بورڈ کے تحت میں داخل کر دیا گیا جس سے ۲۵ سو کا مزید ٹیکس وقف پر عائد ہو گیا ۔ مقدمہ وقف حسینیہ کو بھی برباد کرنے کی کوئی کوشش اٹھا نہیں رکھی جاتی واعظ محترم جناب مولوی سید علی صاحب صدر الافاضل کو بھی جو مقدمہ بالا کے رکن اعظم ہیں فروری ۱۹۳۸ء سے معزول کر دیا گیا اور کوشش ہو رہی ہے کہ ممدوح جلد از جلد ملازمت امام باڑہ سے بالکل علاحدہ کر دیئے جائیں ۔ ممدوح کا قصور صرف یہ ہے کہ قوم کی طرف سے وقف کا مقدمہ لڑ رہے ہیں ۔ تمام انتظامات امام باڑہ میں اندھیر مچا ہوا ہے ۔ اب بھی اگر ہمدردان ملت آمادہ ہو جائیں تو سب بگڑے کام بن جا سکتے ہیں ۔ صرف اپنے دل میں دینی درد پیدا کرنے کی ضرورت ہے ۔ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا صیغہ وقف معلوم نہیں اس زمانہ میں وقف ہوگلی کے لئے کیا کر رہا ہے ۔ مجاہد کرم جناب مولوی سید علی صاحب ایدہم اللہ قابل صد ہزار تحسین ہیں کہ اس جہاد سے منہ نہیں موڑتے ۔ مگر تنہا کیا کر سکتے ہیں ۔ بار بار مومنین سے فریاد کر رہے ہیں کہ جلد از جلد صرف تین ہزار کا سرمایہ فراہم کر دیں کہ مقدمہ کامیابی کا منہ دیکھ سکے ۔ ناظرین اصلاح بھی پوری کوشش کریں اور جہاں تک ممکن ہو اپنی اپنی جگہ وہاں کے کل مومنین سے چندہ جمع کر کے اس پتے پر روانہ کر دیں ۔ جناب مولوی سید علی صاحب صدر الافاضل ۔ آنریری سکرٹری انجمن وقف حسینیہ ۱۱ اسماعیل مدن لین کلکتہ ۔

تقریظ

(۱) خلافت و امامت حصہ چہارم ۔ لکھنؤ کے رسالہ نگار میں خلافت و امامت کے متعلق جو سلسلہ مضامین جاری ہے اس کا آخری مضمون "آزاد خیال شیعہ" کا تھا جس نے ملک میں بڑی مقبولیت حاصل کی ۔ اس مضمون کے جواب میں نگار کے صفحات پر دو مضمون شائع ہوئے ایک نیرکلی صاحب بھوپالی کا اور دوسرا م ۔ ح کا ۔ انھیں دونوں مضمونوں کا جواب اس رسالہ میں کمال تحقیق و تہذیب سے دیا گیا ہے ۔ یہ رسالہ بھی امامیہ مشن لکھنؤ کی طرف سے ۹۶ صفحہ پر شایع کیا گیا ہے ۔ قیمت صرف ۳؍ اور محصول ڈاک ۱؍ ہے ۔ امامیہ مشن لکھنؤ سے طلب کیجئے ۔

(۲) ابو الائمہ کی تعلیمات ۔ حضرات اہلسنت کا مذاق نرالا ہے ۔ ایک طرف تو وہ کتاب مستطاب

نہج البلاغہ کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا کلام ہی تسلیم کرنے پر طیار نہیں ہوتے۔ دوسری جانب اس سے اپنے مذہب کی حقیت اور خصوصاً خلفاء ثلثہ کی خلافت کی صحت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ فاضل محقق مولانا سید علی نقی صاحب لکھنوی دام فضلہ نے اس رسالہ میں دکھایا ہے کہ نہج البلاغہ کی تعلیمات سراسر مذہب شیعہ کے موید ہیں۔ اس کے علاوہ ان عبارتوں کے صحیح مطالب کی تحقیق بھی کی ہے جن سے غلط فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں بعض علمی و مذہبی مسائل کی فیصلہ کن تحقیق بھی کی گئی ہے۔ مگر انصاف یہ ہے کہ اس رسالہ کے ہر عنوان کو زیادہ شرح و بسط سے لکھنے کی ضرورت تھی کیونکہ یہ اہم مسائل اتنی مختصر عبارتوں سے تشفی بخش نہیں ہو سکتے۔ ۱۰۶ صفحہ کا رسالہ ہے قیمت ۴؍ محصولڈاک ۱؍ (۳) اسلامی عقائد۔ یہ بھی فاضل ممدوح ہی کا رسالہ ہے۔ جس میں مصنف موصوف نے اسلامی عقاید کو شیعی نقطۂ نظر سے جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں صرف عقائد کا اجمالی بیان ہی نہیں ہے بلکہ مختصر طور پر ہر عقیدے کے دلائل کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے اور بہت سے مسائل پر محققانہ روشنی ڈالی ہے غرض کوشش کی ہے کہ شیعی مذہب کا پورا خاکہ مختصر الفاظ میں پیش کر دیا جائے۔ ۴۸ صفحہ قیمت ۲؍ محصول ڈاک ۲؍ امامیہ مشن لکھنؤ سے طلب کیجئے۔ (۴) اسلامی دنیا۔ یہ ہماری جماعت کا ایک ماہوار رسالہ ہے جو انگریزی اور اردو مذہبی مضامین ایک ساتھ شایع کرتا اور دین حق کی حمایت میں مشغول رہتا ہے۔ اس کے روح رواں واعظ شہیر جناب مولوی محمد لقا علی صاحب بدایونی دام مجدہم ہیں۔ اور بدایون ہی سے شایع ہوتا ہے۔ رسالہ کو مفید اور دلچسپ بنانے کی پوری کوشش کی جاتی اور ... اچھے اہل قلم حضرات کی علمی تحریریں درج کر کے اسے مفید بنایا جاتا ہے۔ سالانہ چندہ ہندوستان میں للعہ اور بیرون ہند سے چھ روپیہ سالانہ۔ گو مدرسۃ الواعظین کا انگریزی ماہوار رسالہ مسلم ریویو پہلے سے اسی موضوع پر شایع ہو رہا ہے لیکن ہماری تبلیغی ضرورتیں بہت بڑھی ہوئی ہیں اور ضرورت ہے کہ متعدد خدام دین و ملت پورے اخلاص سے اس کی توسیع میں کوشاں رہیں۔ (۵) دی مون لائٹ The Moonlight شیعوں میں کوئی ہفتہ وار انگریزی اخبار نہیں تھا۔ جس کے بغیر ہماری بہت سی اخباری ضرورتیں معطل تھیں۔ خدا بھلا کرے جناب مرزا محمد جعفر حسین صاحب وکیل لکھنؤ کا کہ آپ نے آخر ماہ جون ۱۹۳۸ء سے مذکورہ بالا نام کا ہفتہ وار انگریزی اخبار جاری کر دیا جو برابر شایع ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ ممدوح اسمیں کوئی چیز ایسی شایع نہیں کرینگے جو مذہبی حیثیت سے قابل اعتراض ہو سالانہ چندہ چھ روپیہ۔

کی زندگی میں اور حضرتؑ کے بعد آپ کی تنقیص و توہین کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا گیا۔ اسی طرح خلفاء ثلثہ و صحابہ کے فضائل و مناقب میں جھوٹی حدیثیں بنانے۔ روایت کرنے اور کتابوں میں نقل کر کے تمام پھیلانے میں بھی کوئی کوشش چھوڑی نہیں گئی۔ پس جب ایسی زبردست سلطنت نے اپنی سزا و عقوبت کے اسلحہ کے ساتھ اپنے خزانوں کا منہ بھی کھول دیا ہو تو غلط اور جعلی حدیثوں کی اشاعت کیونکر رک سکتی تھی۔

(۴) وضع احادیث کے متعلق جناب امیرؑ کا ایک خطبہ

حضرت امیر المومنینؑ نے اپنے ایک خطبہ میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم کے زمانہ میں وضع احادیث کی مصیبت نازل ہو گئی تھی جس کا اثر آنحضرت صلعم کے انتقال کے بعد بہت ہوا۔ مناسب ہے کہ ہم اسکو بھی یہاں نقل کر دیں۔ علامہ سید رضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

ومن کلام لہ علیہ السلام وقد سألہ سائل عن احادیث البدع وعما فی ایدی الناس من اختلاف الخبر فقال علیہ السلام إِنَّ فِی أَیْدِی النَّاسِ حَقّاً وَ بَاطِلاً وَ صِدْقاً وَ کَذِباً وَ نَاسِخاً وَ مَنْسُوخاً وَ عَامّاً وَ خَاصّاً وَ مُحْکَماً وَ مُتَشَابِهاً وَ حِفْظاً وَ وَهْماً۔ وَ لَقَدْ کُذِبَ عَلَی رَسُولِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ عَلَی عَهْدِهِ حَتَّی قَامَ خَطِیباً فَقَالَ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّداً فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَ إِنَّمَا أَتَاکَ بِالْحَدِیثِ أَرْبَعَةُ رِجَالٍ لَیْسَ لَهُمْ خَامِسٌ رَجُلٌ مُنَافِقٌ مُظْهِرٌ لِلْإِیمَانِ۔ مُتَصَنِّعٌ بِالْإِسْلَامِ لَا یَتَأَثَّمُ وَ لَا یَتَحَرَّجُ۔ یَکْذِبُ عَلَی رَسُولِ اللهِ

جب ایک شخص نے حضرتؑ سے نئی نئی حدیثوں اور اُن مختلف روایتوں کے بارے میں جو لوگوں میں پھیلی ہوئی ہیں پوچھا کہ ایک دوسرے کی ضد کیوں ہیں تو فرمایا لوگوں کے درمیان حضرت رسولخدا صلعم کی جو حدیثیں ہیں ان میں حق۔ باطل۔ سچ۔ جھوٹ ناسخ۔ منسوخ۔ عام۔ خاص۔ محکم۔ متشابہ محفوظ اور موہوم (مشکوک) سب ہی ہیں۔ خود حضرت رسولخدا صلعم کے زمانہ میں حضرتؐ پر لوگوں نے جھوٹ باندھا۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلعم کو خطبہ دینے کے لئے کھڑا ہونا پڑا اور فرمایا جو شخص جان کر مجھ پر جھوٹ باندھے (یعنی غلط حدیثوں کے بارے میں کہے کہ میں نے بیان کی ہیں) وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ سنو۔ تمہارے سامنے جو لوگ آنحضرت صلعم

صلى الله عليه وآله متعمدا فلو
علم الناس انه منافق كاذب
لم يقبلوا منه ولم يصدقوا
قوله ولكنهم قالوا صاحب
رسول الله صلى الله عليه وآله
رآه وسمع منه ولقف عنه۔
فيأخذون بقوله وقد اخبرك
الله عن المنافقين بما اخبرك و
وصفهم بما وصفهم به لك ثم
بقوا بعده فتقربوا الى ائمة
الضلالة والدعاة الى النار
بالزور والبهتان فولوهم الاعمال
وجعلوهم حكاما على رقاب
الناس فاكلوا بهم الدنيا
وانما الناس مع الملوك والدنيا
الا من عصم الله۔ فهذا
احد الاربعة۔ ورجل سمع
من رسول الله شيئا لم
يحفظه على وجهه فوهم فيه
ولم يتعمد كذبا فهو في يديه
ويرويه ويعمل به ويقول
انا سمعته من رسول الله صلى الله
عليه وآله۔ فلو علم المسلمون
انه وهم فيه لم يقبلوه منه

کی حدیثیں بیان کرتے ہیں وہ چار ہی قسم
کے ہیں پانچویں قسم کا کوئی نہیں ہے۔ ایک
قسم کے وہ منافق ہیں جو ایمان ظاہر کرتے اور
اسلام کے دعوے میں تصنع کرتے ہیں وہ
نہ گناہ سے رُکتے ہیں اور نہ فتنہ وفساد سے
بچتے ہیں۔ بلکہ وہ جان بوجھکر حضرت رسولخدا صلعم
پر جھوٹ کے انبار لگاتے ہیں۔ اب اگر لوگوں
کو معلوم ہوجائے کہ وہ منافق اور جھوٹے ہیں
تو کبھی ان کی حدیثیں قبول نہ کریں اور نہ انکے
قول کو سچا جانیں۔ لیکن لوگ اس دھوکے میں پڑجاتے
ہیں کہ یہ کہتے ہیں وہ (منافقین) آنحضرت صلعم کے
صحابہ ہیں آنحضرت صلعم کو دیکھا تھا حضرت کی صحبت
اُٹھائی تھی حضرت سے سُنا اور حضرت ہی کی
باتیں لی تھیں۔ پس اس فریب میں آکر وہ ان منافقوں
کی حدیثیں لے لیتے ہیں حالانکہ خدا منافقین کی
جو حالت بیان کرچکا ہے اُس سے تم لوگ اچھی
طرح واقف ہو کہ وہ محض افتراء و بہتان کرتے
ہیں) اور ان (منافقین) کی صفت جس طرح واضح
کردی ہے اس سے بھی خوب باخبر ہو۔ یہ منافقین
آنحضرت صلعم کے بعد باقی رہے اور پیشوایان ضلالت
و دواعیان جہنم کے دربار میں پہونچکر ان لوگوں نے
افتراء و بہتان کے انبار لگانے شروع کئے اور
اس ذریعہ سے ان (حاکمان وقت) کے ہاں مقرب
بارگاہ ہوگئے۔ پس اس وضع حدیث سازی اور روایت

وَلَوْ عَلِمَ هُوَ أَنَّهُ كَذَٰلِكَ
لَرَفَضَهُ ۔ وَرَجُلٌ ثَالِثٌ
سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ شَيْئًا يَأْمُرُ بِهِ ثُمَّ
إِنَّهُ نَهَى عَنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ أَوْ سَمِعَهُ
يَنْهَى عَنْ شَيْءٍ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ وَهُوَ
لَا يَعْلَمُ فَحَفِظَ الْمَنْسُوخَ وَلَمْ
يَحْفَظِ النَّاسِخَ فَلَوْ عَلِمَ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ
لَرَفَضَهُ وَلَوْ عَلِمَ الْمُسْلِمُونَ
إِذْ سَمِعُوهُ مِنْهُ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ
لَرَفَضُوهُ ۔ وَآخَرُ رَابِعٌ لَمْ
يَكْذِبْ عَلَى اللّٰهِ وَلَا عَلَى
رَسُولِهِ مُبْغِضٌ لِلْكَذِبِ خَوْفًا
مِنَ اللّٰهِ وَتَعْظِيمًا لِرَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَلَمْ يَهِمْ
بَلْ حَفِظَ مَا سَمِعَ عَلَى وَجْهِهِ
فَجَاءَ بِهِ عَلَى سَمْعِهِ لَمْ يَزِدْ
فِيهِ وَلَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ فَهُوَ حَفِظَ
النَّاسِخَ فَعَمِلَ بِهِ وَحَفِظَ الْمَنْسُوخَ
فَجَنَّبَ عَنْهُ ۔ وَعَرَفَ الْخَاصَّ
وَالْعَامَّ وَالْمُحْكَمَ وَالْمُتَشَابِهَ
فَوَضَعَ كُلَّ شَيْءٍ مَوْضِعَهُ وَقَدْ
كَانَ يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ الْكَلَامُ لَهُ وَجْهَانِ

بازی) کے انعام میں اُن پیشوایانِ وقت نے ان
منافقوں کو مختلف مقامات کی حکومتیں دے دیں
اور انھیں امیر بنا کر لوگوں کی گردنوں پر مسلط
کر دیا۔ پس ان سب منافقین نے ان پیشوایانِ ضلالت
کی خوشامد میں حدیثیں وضع کر کے خوب ہی دنیا
کمائی۔ اور یہ تو مشہور ہی ہے کہ ہر زمانہ کے لوگ
اپنے بادشاہوں کی طرف ہو جاتے ہیں اور دنیا ہی
کا ساتھ دیتے رہیں سوا ان مخصوص لوگوں کے جنھیں
خدا اس سے محفوظ رکھے۔ پس یہ منافقین ایک
قسم کے لوگ ہوئے۔ دوسری قسم کے لوگ وہ
ہیں جنھوں نے رسولخدا صلعم سے کوئی حدیث سُنی تو
ضرور مگر اُسکو اسی طرح یاد نہیں رکھی بلکہ اس میں
ان کو شک ہو گیا۔ اور جان بوجھکر حضرتؐ پر جھوٹ
نہیں باندھا۔ اب وہ حدیث بھی ان لوگوں کے پاس
ہے وہ لوگ اس کی روایت اور اسی پر عمل کرتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ خود ہم نے حضرت رسولخدا صلعم سے
اس حدیث کو سُنا تھا۔ اب اگر مسلمانوں کو معلوم ہو جائے
کہ ان راویوں ؏ تو ان سے وہ حدیثیں کبھی قبول
نہ کریں بلکہ وہ حدیث بیان کرنے والے بھی اگر
جان جائیں کہ انھوں نے غلط سمجھا یا یاد رکھا ہے
یا ان حدیثوں کے بارے میں اور کوئی غلطی ہو گئی
ہے تو وہ بھی ان حدیثوں کو چھوڑ دیں۔ اور تیسری
قسم کے وہ لوگ ہیں جنھوں نے حضرت رسولخدا
صلعم سے پہلے کوئی حدیث سُنی جس میں حضرتؐ

؏ سے ان حدیثوں میں غلطی ہو گئی

فَكَلَامٌ خَاصٌّ وَ
كَلَامٌ عَامٌّ فَيَسْمَعُهُ
مَنْ لَا يَعْرِفُ مَا
عَنَى اللّٰهُ سُبْحَانَهُ بِهٖ
وَلَا مَا عَنَى رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ
وَ سَلَّمَ فَيَحْمِلُهُ السَّامِعُ
وَ يُوَجِّهُهُ عَلٰى غَيْرِ
مَعْرِفَةٍ بِمَعْنَاهُ وَمَا
قُصِدَ بِهٖ وَ مَا خَرَجَ
مِنْ اَجْلِهٖ وَ لَيْسَ كُلُّ
اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ
وَ سَلَّمَ مَنْ كَانَ
يَسْأَلُهُ وَ يَسْتَفْهِمُهُ
حَتّٰى اَنْ كَانُوْا لَيُحِبُّوْنَ
اَنْ يَجِيْءَ الْاَعْرَابِيُّ
وَ الطَّارِئُ فَيَسْأَلَهُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ
حَتّٰى يَسْمَعُوْا وَكَانَ
لَا يَمُرُّ بِيْ مِنْ ذٰلِكَ
شَيْءٌ اِلَّا سَأَلْتُهُ
عَنْهُ وَ حَفِظْتُهُ ـ
فَهٰذِهٖ وُجُوْهُ مَا عَلَيْهِ

نے کسی بات کا حکم دیا تھا۔ لیکن پھر حضرتؐ نے اس بات
سے منع فرما دیا مگر ان لوگوں نے حضرتؐ کے منع کو نہیں جانا۔
یا حضرتؐ سے سنا کہ کسی بات سے منع فرماتے ہیں۔ پھر حضرتؐ
نے اس کا حکم دے دیا مگر ان لوگوں نے حضرتؐ کی اجازت کی
خبر نہیں سُنی تو منسوخ بات ان کے ذہن میں رہ گئی اور ناسخ
کا انھیں علم ہی نہیں ہوا۔ اب اگر ان کو خبر ہو جاتی کہ جس
حدیث کو اونھوں نے یاد کیا ہے وہ منسوخ ہو چکی ہے تو خود
ہی اس کو چھوڑ دیتے۔ اور جن مسلمانوں نے اُن راویوں سے
اس حدیث کو سُنا انھیں معلوم ہو جاتا کہ حضرتؐ اس کو منسوخ
فرما چکے ہیں تو وہ لوگ بھی اس حدیث کو ترک کر دیتے۔ اب
صرف چوتھی قسم کے راویان حدیث رہ گئے جنھوں نے کبھی خدا یا
رسولؐ پر جھوٹ نہیں باندھا نہ ان حضرات کی طرف کسی غلط حدیث
کی نسبت دی بلکہ اللہ کے خوف اور رسول اللہؐ کی تعظیم کے خیال
سے وہ جھوٹ کے شدید دشمن رہے۔ اور انھوں نے حدیث
کے یاد رکھنے میں غلطی بھی نہیں کی۔ بلکہ جس طرح آنحضرت صلعم
سے جو سُنا اسی طرح اسکو یاد رکھا۔ اور اُسی طرح اس کو بیان
کیا جس طرح حضرت رسولخدا صلعم سے سُنا تھا۔ اس میں نہ ذرہ
برابر بڑھایا نہ تل برابر اس سے کم کیا۔ انھوں نے ناسخ کو
یاد رکھا اور اس پر عمل کیا اور منسوخ کو بھی محفوظ رکھا اور اس سے
علحدہ رہے۔ خاص و عام و محکم و متشابہ کو بھی پہچانا اور ہر حدیث
کو اسکی اصلی جگہ پر رکھا کسی میں کوئی تغیر نہیں کیا۔ اور حضرت
رسولخدا صلعم سے جو کلام ہوتا اُسکی دو صورتیں ہوتیں۔ ایک کلام خاص
ہوتا دوسرا کلام عام۔ اب اس کلام کو ایسے لوگ بھی سُنتے جو یہ نہیں
سمجھ سکتے کہ اس سے خدا یا رسول اللہؐ کا کیا مقصود ہے اس سبب سے

وہ لوگ اُس کلام کا وہ مطلب خیال کرتے جو خدا اور رسولؐ کا مقصود نہ ہوتا اور اصحاب رسول اللہؐ سے سب لوگ اس قابل بھی نہ تھے کہ حضرتؐ سے کوئی بات پوچھتے یا کسی امر کو دریافت کرتے بلکہ اس تمنا میں رہتے تھے کہ کوئی اعرابی یا نووارد آجائے اور حضرتؐ سے کوئی بات پوچھے تو وہ لوگ بھی سُن لیں۔ مگر میری حالت یہ تھی کہ جو بات پیش آتی اسکے متعلق حضرتؐ سے ضرور دریافت کرلیتا اور اُسی طرح یاد رکھتا۔ غرض حضرتؐ کی حدیثوں کے متعلق جو اس قدر اختلافات ہیں اُن کے اسباب و علل یہی ہیں جو میں نے بیان کئے۔	النّاسُ فِیْ اِخْتِلَافِہِمْ وَعِلَلِہِمْ فِیْ رِوَایَاتِہِمْ (نہج البلاغہ مطبوعہ مصر جلد ۱ صـ۴۴۹)

حضرتؐ کے اس کلام مبارک سے حسب ذیل فائدے حاصل ہوئے (۱) حضرت امیرالمومنینؑ کے زمانہ ہی میں احادیث میں اس کثرت سے اختلافات و تغیرات پیدا ہوگئے تھے کہ لوگوں کو حضرتؐ سے اسکی وجہ دریافت کرنے کی ضرورت ہوئی (۲) حضرت رسولخدا صلعم کے زمانہ ہی میں صحابہ نے جھوٹی حدیثیں بیان کرنی اور حضرتؐ پر کذب و افترا کا پل باندھنا شروع کردیا تھا جس پر مجبور ہوکر آنحضرتؐ نے لوگوں کو جمع کیا اور ان کے حلقہ میں کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرمایا جس میں صاف صاف فرمایا کہ جو شخص میری طرف جھوٹی حدیث کی نسبت دے گا وہ جہنم میں جائیگا لہ (۳) چار قسم کے لوگوں نے آنحضرتؐ کی حدیثیں لوگوں سے بیان کیں اُن میں اول نمبر پر وہ صحابہ تھے جو ظاہر میں مسلمان اور دل سے منافق تھے وہ اپنے مصنوعی اسلام اور زبانی ایمان سے لوگوں کو دھوکا فریب دیتے رہتے تھے اور آنحضرتؐ کے بعد بھی باقی رہے تو ہر طرف جھوٹی اور وضعی حدیثوں کے جال پھیلا دیئے (۴) حضرت رسولخدا صلعم کے بعد جو صاحب اقتدار حضرات ہوئے اُن کے پاس یہ منافقین پہونچے اور ان جھوٹی حدیثوں اور افترا و بہتان کی روایتوں سے ان کی بڑی قدر و منزلت ہوئی اُن کو بڑے بڑے انعام دیئے گئے اور چونکہ ان لوگوں کے قبضہ میں دنیا تھی اس سبب

لہ جلیل القدر عالم مولوی وحید الزماں خاں صاحب حیدر آبادی لکھتے ہیں:- "من کذب علیّ متعمّداً فلیتبوأ مقعدہ من النّار۔ جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ لگائے وہ دوزخ میں جو اُس کا ٹھکانا ہے اُس میں اُترے۔ اس حدیث کو بہت علمار نے متواتر کہا ہے" (انوار اللغۃ پارہ ۲ صـ۷۶)

انھوں نے ان منافقین کو مختلف مقامات کی حکومتیں بھی دے دیں۔ یہاں تک کہ جو ان سے بدتر تھا اس کو امیر بھی مقرر کر دیا۔ اس کا نتیجہ واضح ہے کہ جب ہر طرف جھوٹی حدیث اور وضعی روایتیں گڑھنے والے منافقین ہی کی حکومت قائم ہو گئی تو ان شہروں تصبوں اور دیہاتوں کے باشندے بھی صرف جھوٹی اور وضعی ہی حدیثیں سنتے تھے کیونکہ ان کے حاکم وہی منافقین تھے جو آنحضرت پر جھوٹ و افترا کرتے اور اسی کے صلہ میں حکومت پر فائز ہوئے تھے۔
(۵) دوسری قسم کے وہ لوگ تھے جنھوں نے آنحضرتؐ کی اصلی حدیث بھلادی اور غلط حدیث لوگوں میں پھیلادی (۶) تیسری قسم کے وہ لوگ تھے جنھوں نے صرف منسوخ کو سُنا اور ناسخ کو نہیں سُنا۔ اس وجہ سے لوگوں میں وہ بات پھیل گئی جسکو حضرتؐ ہی نے اپنے زمانہ میں منسوخ کر دیا تھا۔ اور مسلمانوں کو اس کے منسوخ ہو جانے کی خبر ہی نہیں ہو سکی (۷) صرف ایک (چوتھی) قسم کے لوگ ایسے رہے جنھوں نے صحیح حدیث لوگوں تک پہونچائی اُنکی قلت واضح ہے۔
(۵) مذکور بالا کلام کی شرح میں علامہ جلیل القدر ابن الحدید معتزلی نے لکھا ہے:۔

ان هذا التقسيم صحيح وقد كان في ايام الرسول منافقون وبقوا بعده وليس يمكن ان يقال ان النفاق مات بموته . . . . و صار المتولي للامر بعده يحمل الناس كلهم على كاهل المجاملة ويعاملهم بالظاهر . . . و لسكوت الخلفاء

حضرت امیر المومنینؑ کی یہ تقسیم بالکل صحیح ہے کیونکہ حضرت رسو لخدا صلعم کے زمانہ میں حضرتؐ کے صحابہ سے بہت لوگ منافقین تھے جو حضرتؐ کے بعد بھی باقی رہے اور یہ کہنا غیر ممکن ہے کہ حضرتؐ کے انتقال پر نفاق کی موت بھی آگئی (بلکہ نفاق تو اسی طرح قائم اور منافقین زندہ رہے) ... اور آنحضرتؐ کے بعد جو صاحب مسلمانوں کے حاکم بنے وہ سب لوگوں کو رواداری نرمی اور ملایمت کے دوش پر چڑھاتے اور انکے ظاہری اسلام کے مطابق ان سے برتاؤ کرتے رہے... اور چونکہ آنحضرت صلعم کے بعد حضرتؐ کے خلفاء نے ان منافقین سے چشم پوشی اختیار کی اس وجہ سے ان کا چرچہ بھی غائب ہو گیا... اس کے بعد ان لوگوں پر شہروں کی فتوحات اور مال و متاع کی بھرمار کا دروازہ کھل گیا تو وہ لوگ اپنی ان حرکتوں سے جو حضرت رسو لخدا صلعم کے زمانہ میں کرتے تھے باز رہے اور انھیں دنیوی چمک دمک میں پھنس گئے۔ اور ان منافقین کو خلفاء نے سرداروں اور حاکموں کے ساتھ روم و عجم کے شہروں کی طرف روانہ کیا تو

تنقمهم بعد الوسع الخ ... ثم فتحت عليهم البلاد وكثرت الغنائم فاشتغلوا بها عن الحركات التي كانوا يعتمدونها ايام رسول الله ﷺ و بعثهم الخلفاء مع الامراء الى بلاد فارس والروم فالهتهم الدنيا عن الامور التي كانت تنقم منهم في حياة رسول الله ﷺ ... و بالجملة لما تركوا تركوا وحيث سكت عنهم سكتوا عن الاسلام واهله الا في دسيسة خفية يعملونها الكذب الذي اشار اليه امير المؤمنين عليه السلام فانه قد لحق الحديث كذب كثير صدر من قوم غير صحيحي العقيدة قصدوا به الاضلال

دنیا (پرستی) نے ان لوگوں کا منہ ان شرارتوں کی طرف سے جو یہ حضرت رسولخدا صلعم کی زندگی میں کرتے رہتے تھے (دوسرے امور کی طرف) موڑ دیا... مختصر یہ کہ جب یہ لوگ اپنے حال پر چھوڑ دیئے گئے تو انھوں نے بھی اپنا نفاق ظاہر کرنا موقوف کردیا۔ اور جب ان کی طرف سے خاموشی اختیار کرلی گئی تو انھوں نے بھی اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے سکوت کرلیا۔ البتہ ان لوگوں کے بعض مخفی مکروفریب کی ریشہ دوانیاں باقی رہیں جن پر یہ برابر عمل کرتے رہے جیسے وضعی حدیثوں کی ایجاد اور غلط یا جھوٹی روایتوں کی اشاعت جس کی طرف حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام نے اشارہ فرمایا ہے کیونکہ حضرت رسولخدا صلعم کی حدیثوں میں بکثرت کذب و افترا کی آمیزش ہوگئی جو ایسے لوگوں کی طرف سے گڑھی گئیں جو درست عقیدہ کے نہیں تھے اور ان حدیثوں سے اُن منافقین کا مقصود لوگوں کو گمراہ اور ان کے دلوں اور عقیدوں کو بگاڑنا تھا اور بعض لوگوں کی غرض ان جعلی حدیثوں سے یہ تھی کہ کسی جماعت کی عزت زیادہ اور شان بلند کردیں تاکہ ان کی اس خوشامد کے ذریعہ سے ان (حدیث گڑھنے والوں) کا مطلب پورا ہوجائے اور انکے دنیوی کام بن جائیں۔ اور لوگوں نے بیان کیا ہے کہ خاص کر معاویہ کے زمانہ میں اس عنوان کی جعلی حدیثیں بہت کثرت سے گڑھ لی گئیں۔ اور جو محدثین علم حدیث میں ماہر تھے وہ ان باتوں کی طرف سے خاموش نہیں رہے بلکہ انھوں نے اکثر ایسی وضعی حدیثوں کو ذکر کردیا اور یہ بھی واضح کردیا ہے کہ یہ سب بنائی ہوئی ہیں اور ان کے روایت کرنے والے لائق اعتبار و قابل وثوق نہیں ہیں مگر یہ بات بھی ہے کہ محدثین صرف ان لوگوں ہی پر اعتراض کرسکے ہیں جو صحابہ کے بعد ہوئے ہیں (کہ ان کی وضعی حدیثوں کو

وتخبيط القلوب والعقائد
وقصد به بعضهم
التنويه بذكر قوم
كان لهم في التنويه
بذكرهم غرض
دنيوي . وقد قيل
انه افتعل في ايام
معاوية خاصة حديث
كثير على هذا الوجه
ولم يسكت المحدثون
الراسخون في علم الحديث
من هذا بل ذكروا كثيرا
من هذه الاحاديث
الموضوعة و بينوا
وضعها وان رواتها
غير موثوق بهم الا
ان المحدثين انما
يطعنون فيما دون
طبقة الصحابة ولا
يتجاسرون في الطعن
على احد من الصحابة
لان عليه لفظ الصحبة
... فان قلت من هم
ائمة الضلالة الذين

بیان کرکے کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے بہت برا کیا جو ایسی حدیثیں وضع کیں) لیکن صحابہ (سے جن لوگوں نے یہ حرکتیں کیں کہ جھوٹی حدیثیں بنا بنا کر سب لوگوں میں پھیلادی ہیں ان) کے بارے میں کسی کو بولنے کی جرءت نہیں ہوتی کیونکہ "صحابی" ایسا لفظ ہے جو کسی محدث کو ان کے متعلق زبان تک کھولنے نہیں دیتا[1]... اب اگر تم پوچھو کہ وہ پیشوایان ضلالت کون ہیں جن کا ذکر یہاں کیا گیا

---

[1] حالانکہ صحابہ کے متعلق بھی مذمت کی اتنی حدیثیں معتبر کتابوں میں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد کو جو لوگ آنے والے تھے ان سے بھی زیادہ صحابہ آنحضرت صلعم کی نظروں میں برے تھے ۔ چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت رسولخدا صلعم مسلمانوں کی شفاعت کریں گے مگر صحابہ سے کچھ ایسے لوگ بھی ہونگے کہ آنحضرت کا شفاعت کرنا کیسا حضرت اُن کا منہ تک نہیں دیکھیں گے اور نہ اپنا منہ اُن کو دکھائیں گے ۔ جناب مولوی وحید الزماں خاں صاحب حیدرآبادی نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا " ان من اصحابی من لا اراہ ولا یرانی بعد ان اموت ابدا ۔ میرے اصحاب میں سے بعضے ایسے ہیں کہ میرے مرنے کے بعد نہ میں اُنکو دیکھوں گا نہ وہ مجھ کو دیکھیں گے ۔ یہ حدیث سُن کر حضرت عمر دوڑتے ہوئے بی بی ام سلمہ پاس آئے اور کہنے لگے تم کو خدا کی قسم کیا میں بھی ان اصحاب میں سے ہوں؟ اُنھوں نے کہا نہیں ۔ اور اب تمہارے بعد میں کسی کو ایسا نہ کہوں گی ۔ اس کی براءت بیان نہ کرونگی کیونکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ اُن میں سے ہے یا نہیں"
(انوار اللغۃ مطبوعہ بنگلور پارہ ۱۴ ص ۱۸) اسی طرح حدیث حوض سے ان لوگوں کا مرتد ہونا بھی ثابت ہوتا ہے ۱۲.

يتقرب اليهم المنافقون الذين رأوا رسول الله صلى الله عليه وآله وصحبوه للزور والبهتان دهل هذا الا تصريح بما تنكره الامامية و تعتقده قلت ليس الامر كما ظننت وظنوا وانما يعني معوية وعمرو بن العاص ومن شايعهما على الضلال ... وقد روي ان اباجعفر محمد بن علی الباقر علیه السلام قال لبعض اصحابه يا فلان ما لقينا من ظلم قريش ايانا وتظاهرهم علينا وما لقي شيعتنا ومحبونا من الناس ان رسول الله قبض وقد اخبر انا اولى الناس بالناس فتمالأت علينا قريش حتى اخرجت الامر عن معدنه واحتجت الانصار بحقنا وحجتنا ثم تداولتها قريش واحد بعد واحد حتى رجعت الينا فنكثت بيعتنا ونصبت الحرب لنا ولم يزل صاحب الامر في صعود كؤد حتى قتل فبويع الحسن ابنه وعوهد ثم غدر به واسلم ووثب عليه اهل العراق حتى طعن بخنجر في جنبه ونهبت عسكره وعولجت خلاخيل

جو داعیان جہنم بھی ہیں اور جن کے دربار میں پہونچ کر وہ منافقین جنھوں نے حضرت رسولخدا صلعم کو دیکھا اور حضرتؐ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل کیا تھا افترا اور بہتان کا انبار لگا کر مقرب بارگاہ ہوگئے۔ اور کیا حضرت امیر المومنین ع کا یہ کلام شیعوں کے (اس) اعتقاد و قول کی صریح تصدیق نہیں ہے (جو وہ خلفاء ثلثہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہی ائمہ ضلالت تھے) تو میں کہوں گا کہ جو تم نے گمان کیا اور جو شیعہ کہتے ہیں وہ بات نہیں ہے بلکہ حضرت امیر المومنین کا مقصود ان ائمہ ضلالت سے معویہ و عمرو عاص اور دوسرے وہ لوگ ہیں جنھوں نے گمراہی میں ان لوگوں کی پیروی کی [1] ... اور علماء و محدثین

[1] لیکن علامہ موصوف کا یہ جواب عربی قاعدہ اور سیاق کلام کی حیثیت سے درست نہیں ہو سکتا اس لئے کہ "ائمۃ ضلالۃ" صیغہ جمع ہے جس کے لئے کم از کم تین صاحبوں کا ہونا ضروری ہے۔ اور معویہ کا ایک ہونا واضح ہے۔ رہا عمرو عاص تو وہ معویہ کا ماتحت تھا وہ ائمہ ضلالت میں کیونکر داخل ہو سکتا ہے اور اس کا یا ان دونوں کی پیروی کرنے والوں کا دربار کہاں تھا جہاں وہ منافقین تقرب بارگاہ پہونچے اور حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ وہ منافقین باقی رہے اور حضرت رسولخدا صلعم کے بعد جو ائمہ ضلالت ہوئے ان کے دربار میں مقرب بارگاہ ہوئے الا

لیا جاتا اور اُس کا مکان ڈھا دیا جاتا۔ غرض یہ آفت و مصیبت حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتل ابن زیاد کے زمانہ تک ترقی ہی کرتی رہی۔ پھر حجاج کا دور شروع ہوا اُس نے توان لوگوں کو اور زیادہ بے دردی سے قتل کرنا اور بات بات پر تباہ کرنا شروع کیا یہاں تک نوبت پہونچ گئی کہ کوئی شخص کافر اور زندیق ہوتا تو اُس کو اس سے بھی اتنی دشمنی نہ ہوتی جس قدر حضرت علیؑ کے شیعوں سے عداوت ہوتی تھی۔ حد ہو گئی کہ کبھی کوئی شخص جو بھلائی سے یاد کیا جاتا اور غالباً متقی سچا ہوتا سابق حاکموں کی فضیلت میں ایسی عجیب وغریب حدیثیں بیان کرتا جن سے ایک بھی سچی نہیں ہوتی اور وہ گمان کرتا کہ وہ حدیثیں سچی ہیں کیونکہ ان حدیثوں کو اس کثرت سے اور ایسے راوی بیان کرتے جو نہ جھوٹے سمجھے جاتے اور نہ ہلکے درجہ کے متقی (انتہی)

غلط حدیثوں کے متعلق حضرت رسولخداؐ کا ارشاد

جو حدیثیں آنحضرت صلعم نے ارشاد نہیں فرمائیں اور صحابہ نے جھوٹ مشہور کر دیا کہ آنحضرتؐ نے یہ فرمایا ہے ان کی وجہ سے آنحضرت صلعم بھی بہت پریشان رہتے تھے۔ امام بخاری نے ایک باب ہی اس مضمون کا قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

بَابُ اِثْمِ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	حضرت رسولخدا صلعم کی طرف جھوٹی حدیثوں کی نسبت دینے کے گناہ کا باب

اس ذیل میں حسب ذیل حدیثیں قابل توجہ ہیں۔

قَالَ النَّبِيُّ لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ	حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا اے صحابہ! تم لوگ میرے اوپر جھوٹ نہ باندھا کرو کیونکہ جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ دوزخ میں داخل ہوگا

اس میں حضرتؐ صاف صاف اس زمانہ کے مسلمانوں کو جو حضرتؐ کے جلیل القدر صحابہ تھے جھوٹی حدیثیں بیان کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

قلت للزبير انی لا اسمعک تحدث عن رسول اللّٰہ کما یحدث فلان وفلان قال اما انی لم افارقه	ایک راوی نے زبیر سے پوچھا کہ جس طرح فلاں اور فلاں حدیثیں بیان کرتے ہیں تم بھی حضرت رسولخداؐ کی حدیثیں کیوں بیان نہیں کرتے؟ انھوں نے کہا سنو! میں حضرتؐ سے کبھی جدا نہیں ہوا لیکن حضرتؐ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ

ولکن سمعتہ یقول مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ

جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے (میری طرف غلط حدیث کی نسبت دے) وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے۔

اس حدیث میں متعمدا کی شرط نہیں ہے جس سے معلوم ہوا کہ حدیث میں اتنی احتیاط کرنی چاہیے کہ بغیر قصد بھی حضرتؐ کی طرف غلط حدیث نہ منسوب ہو جائے۔ اسکے بعد متعمدا والی حدیث یہ ہے

قال انس انہ لیمنعنی ان احدثکم حدیثا کثیرا ان النبیؐ قال من تعمد علیّ کذبا فلیتبوأ مقعدہ من النار۔

انس صحابی بیان کرتے تھے کہ میں تم لوگوں سے حضرت رسولخداؐ کی حدیث زیادہ اس وجہ سے نہیں بیان کرتا کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے جو شخص میری طرف جھوٹی حدیث کی نسبت دے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں قرار دے

اسی معنی میں یہ حدیث بھی ہے۔

عن سلمۃ قال سمعت النبیؐ یقول مَنْ یَقُلْ عَلَیَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ

سلمہ بیان کرتے تھے کہ میں نے سُنا حضرت رسولخدا صلعم فرماتے تھے جو شخص میرے متعلق ایسی بات بیان کرے جو میں نے نہیں کہی ہے اُسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں قرار دے۔

یہ حدیثیں صحیح بخاری کتاب العلم پارہ اول مطبوعہ دہلی صـ۱۰۲ و ۱۰۳ سے نقل کی گئی ہیں۔

حضرتؐ ہی کی یہ تاکید بھی ہے۔

قال رسول اللہؐ یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ (مشکوۃ باب الاعتصام جلد ا صـ۱۵)

حضرت رسولخدا صلعم نے ارشاد فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایسے فریب دینے والے جھوٹے لوگ ہونگے جو تمہارے پاس ایسی حدیثیں لائیں گے جو نہ تم نے سُنی ہونگی اور نہ تمہارے بزرگوں نے پس تم ان سے خوب بچنا اور اُن کو اپنے سے بچانا۔ دیکھو وہ لوگ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اس حدیث پر یہ حاشیہ بھی مرقوم ہے "مقصود یہ ہے کہ احتیاط کرو دین کے لینے میں اور پرہیز کرو صحبت بدعتیوں کی سے اور خلط کرنے سے ساتھ اُن کے خصوصاً اُن سے کہ دعوئے جھوٹا رکھیں سہ

چوں بسا ابلیس آدم روئے ہست ۔۔ پس بہر دستے بناید داد دست" (مشکوۃ جلد ا صـ۱۵)

یہ حدیث بھی اُسی زمانہ سے متعلق ہے جو آنحضرت صلعم کے بعد ہی شروع ہو گیا تھا۔ اور دجّالوں کذابوں سے وہی لوگ مراد ہیں جو آنحضرت صلعم کے بعد ہی شروع ہو گئے تھے یعنی دجّالوں کذابوں سے وہی لوگ مراد ہیں جو آنحضرت صلعم کے بعد ہی حدیثیں گڑھ گڑھ کر خلفاء کے درباروں میں تقرب پیدا کر لیتے تھے۔ آخرزمانہ کے لوگ اس سے مقصود نہیں ہو سکتے اس لئے کہ آنحضرت صلعم صحابہ سے فرماتے ہیں کہ وہ دجّالون کذابون تم لوگوں کے پاس ایسی حدیثیں لائیں گے جو تم نے نہیں سنی ہو گی اگر اس سے مراد واقعی آخرزمانہ یا قیامت کے قریب زمانہ کے لوگ ہوتے تو حضرتؐ یہ نہ فرماتے کہ وہ لوگ تمہارے پاس ایسی حدیثیں لائیں گے۔ کیونکہ صحابہ اُس وقت کہاں رہیں گے کہ واضعین حدیث وہ حدیث ان کے پاس لائیں گے؟ اسکے بعد آنحضرت صلعم کا اُن صحابہ مخاطبین کو تاکید کرنا کہ "تم ان سے خوب بچنا اور اُن کو اپنے سے خوب بچانا۔ دیکھو وہ لوگ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں" بھی ثابت کرتا ہے کہ یہ حدیث ان وضاعوں کے متعلق ہے جنھوں نے آنحضرت صلعم کے آنکھ بند کرتے ہی غلط حدیثیں بنانا شروع کر دی تھیں۔ اسی سبب سے حضرتؐ یہ بھی فرماتے تھے۔

اِیَّاکُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ)	تم لوگ نئی نئی (گڑھی ہوئی) باتوں سے بچو کیونکہ جو نئی بات ہے وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

حضرت رسولخدا صلعم کے زمانہ میں صحابہ آنحضرتؐ سے سوال کرتے تھے کہ ہم دوسروں کی اچھی باتیں لکھ لیں (تاکہ ان پر عمل کریں یا ان سے فائدہ حاصل کیا کریں)، تو حضرتؐ اُس سے بھی منع فرماتے تھے اور اپنے بڑے سے بڑے صحابی کو بھی ان کی اس تمنا اور کوشش پر ڈانٹ دیتے تھے۔ مثلاً

عن جابر عن النبیؐ حین اتاہ عمر فقال انا نسمع احادیث من یھود تعجبنا افترٰی ان نکتب بعضھا فقال امتھوکون انتم	جناب جابر حضرت رسولخدا صلعم سے روایت کرتے تھے کہ جب آنحضرت صلعم کے پاس حضرت عمر آئے اور کہا یا حضرتؐ ہم لوگ یہودیوں سے حدیثیں سنتے ہیں تو وہ ہمیں اچھی لگتی ہیں۔ آپکی کیا رائے ہے ہم لوگ ان کی حدیثوں کو لکھ لیں؟ حضرتؐ نے فرمایا کیا تم بھی ویسے ہی حیران ہو جیسے یہود و نصاریٰ حیران ہیں

کما تھوکت الیھود والنصاریٰ لقد جئتکم بھا بیضاء نقیۃ ولو کان موسیٰ حیا ماوسعہ الا اتباعی (مشکوٰۃ جلد ا)

میں تو تم لوگوں کے پاس صاف اور روشن شریعت لایا ہوں اگر حضرت موسیٰ زندہ ہوتے توانکو بھی میری ہی پیروی کرنی پڑتی۔

اس پر یہ حاشیہ بھی مرقوم ہے "یعنی کیا متحیر ہو دین اسلام میں اس کو ناقص جانتے ہو کہ محتاج اور دین کے ہو"۔[1]

وعن جابر ان عمر بن الخطاب اتی رسول اللہ ﷺ بنسخۃ من التوراۃ فقال یا رسول اللہ ھذہ نسخۃ من التوراۃ۔ فسکت۔ فجعل یقرء ووجہ رسول اللہ یتغیر۔ فقال ابو بکر ثکلتک الثواکل ما تری ما بوجہ رسول اللہ ﷺ فنظر عمر الی وجہ

جناب جابر بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن الخطاب توراۃ کا ایک نسخہ حضرت رسولخداؐ کے پاس لاکر کہنے لگے اے رسولخدا یہ توراۃ کا ایک نسخہ ہے۔ اس پر حضرت خاموش رہے مگر حضرت عمر نے اس کو پڑھنا بھی شروع کردیا تو حضرت رسولخدا صلعم کا چہرۂ مبارک مارے غصہ کے متغیر ہونے لگا۔حضرت ابوبکر نے ان سے کہا گم کرنے والی عورتیں تم کو گم کریں حضرت رسولخدا صلعم کا چہرہ تم نہیں دیکھتے؟ اس پر حضرت عمر نے آنحضرت کے چہرے کی طرف نظر کی تو کہنے

[1] جناب مولوی وحید الزماں خاں صاحب حیدرآبادی لکھتے ہیں" امتھوکون انتم کما تھوکت الیھود والنصاریٰ۔ تم بے پروا ہوکر ہلاکت میں جا پڑنے والے ہو جیسے یہود اور نصاریٰ پڑ گئے۔ یا تم حیرت میں گرفتار ہو جانے والے ہو جیسے یہود اور نصاریٰ اپنے دینی اعتقادات میں حیرت اور پریشانی میں گرفتار ہو گئے۔ یہ آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا جب وہ اہل کتاب کا ایک صحیفہ لاکر اُس کو پڑھ رہے تھے ان عمر اتاہ بصحیفۃ اخذھا من بعض اھل الکتاب فغضب وقال امتھوکون فیھا یا ابن الخطاب حضرت عمرؓ ایک صحیفہ اہل کتاب سے لیکر آئے۔ اُس کو آنحضرتؐ کے سامنے پڑھ رہے تھے۔ آپ کو غصہ آگیا۔ فرمانے لگے خطاب کے بیٹے کیا تم حیرت میں پڑا چاہتے ہو یا بے پروائی سے اُس میں گرنا چاہتے ہو۔ دیکھو جو شریعت میں لایا ہوں وہ نورانی سفید صاف ہے۔ اب اگلی شریعتوں کی حاجت نہیں رہی۔ اُس میں بہت سی باتیں غلط لوگوں نے ملاکر تمام خبط کردیا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ ہمارے زمانہ میں اسلام کا بھی حال یہی ہوگیا ہے۔ یہود اور نصاریٰ سے زیادہ مسلمانوں نے اپنے دین کو خراب کردیا

رسول اللہ فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ ۔ رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا ۔ فقال رسول اللہ والذی نفس محمد بیدہ لو بدا لکم موسے فاتبعتموہ و ترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان موسے حیا و ادرک نبوتی لاتبعنی ۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ صہ۵)

میں اللہ اور اسکے رسول کے غضب سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں ۔ میں نے خوشی سے اللہ کو رب ۔ اسلام کو دین اور محمد کو نبی مان لیا ۔ مگر حضرت رسولخدا نے فرمایا قسم ہے اس معبود کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے اگر حضرت موسٰے اس وقت تم لوگوں پر ظاہر ہوں تو تم سب انھیں کی پیروی کرنے لگوگے اور مجھے چھوڑ دوگے اور یقیناً سیدھی راہ سے گمراہ ہو جاؤ گے حالانکہ اگر حضرت موسٰے زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو یقیناً وہ میری ہی پیروی کرتے ۔

یہ امر قابل غور ہے کہ حضرت عمر کا درجہ مسلمانوں نے بہت بڑا مانا ہے ۔ وہ آنحضرت صلعم کے پاس توراۃ لاکر پڑھتے ہیں تو آنحضرت صلعم اُن سے خطاب کرکے فرماتے ہیں کہ اگر حضرت موسٰے ظاہر ہوں تو تم مجھ کو چھوڑ دوگے اور اُن کی پیروی کرنے لگوگے ۔ پس جب آنحضرت صلعم کو حضرت عمر تک پر یہ اطمینان نہیں تھا کہ اسلام پر برابر قائم رہیں گے تو دوسرے صحابہ پر بدرجہ اولے نہیں ہوگا ۔ پھر جب حضرت رسولخدا صلعم کے انتقال پر اُن صحابہ نے دیکھا کہ جھوٹی حدیثیں بناکر حکام وقت کے خوش کرنے میں دنیوی ترقی اور عزت وجاہ سب ہی کچھ ہے تو وہ کیوں اس سے باز رہتے ۔ اسی وجہ سے حضرت رسولخدا صلعم نے بار بار ان صحابہ سے فرمادیا تھا کہ مجھے تم لوگوں کی دنیا پرستی کا بڑا خوف ہے فرماتے تھے ۔

وَاِنِّیْ وَ اللّٰہِ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ وَلٰکِنْ اَخَافُ

خدا کی قسم مجھے تمہارے متعلق یہ خوف نہیں ہے کہ میرے بعد مشرک ہو جاؤگے البتہ اس کا ڈر رہتا ہے کہ میرے

(بقیہ حاشیہ صہ۶۳) ہزار ہا باتیں اپنی طرف سے دین میں شریک کردی ہیں اور خالص سچے مسلمان حدیث اور قرآن پر چلنے والے بہت کم ہیں (انوار اللغۃ پ ۲۷ صہ۱۱)

جامہ اتار کر فارسی کا لباس پہنا دیا اور اس کا نیا نام تحفہ اثناعشریہ رکھکر تمام مشہور کر دیا کہ دیکھو میں نے کس قابلیت کی کتاب لکھی ہے اور شیعوں کی رد میں کتنا زبردست کام کیا ہے جس کا مثل ہمارے علماء اعلام سے کوئی بھی پیش نہیں کر سکتا۔

مولوی صاحب - تم کیا کہتی ہو؟ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ بڑے زبردست عالم اور نہایت کامیاب محقق و مناظر تھے۔ اُن کا جواب آج تک ہندوستان میں کوئی بھی نہیں ہوا۔ وہ ایسی ذلیل حرکت نہیں کر سکتے تھے کہ دوسروں کی کتاب کا نام بدل کر اپنی طرف سے پیش کر دیں۔ چھی - چھی - چھی۔ یہ تو کوئی معمولی درجہ کا مولوی بھی نہیں کر سکتا۔ پھر ایسے زبردست عالم جن کی شہرت کا ڈنکا عراق - عرب - عجم تک بجتا رہا کیسے اس کو پسند کرتے۔ تم رافضیوں کی باتیں بھی کیسے مضحکہ کی ہوتی ہیں۔ چانڈو خانوں کی گپوں اور تم لوگوں کے دعووں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

ہدایت خاتون - شاہ صاحب کچھ معصوم تو تھے نہیں۔ اپنی شہرت حاصل کرنے کے لئے اگر اُنھوں نے ایسا کیا اور اس کا ثبوت بھی موجود ہو تو اسکے قبول کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے

مولوی صاحب - اچھا وہ ثبوت کیا ہے؟

ہدایت خاتون - خواجہ نصر اللہ صاحب کابلی کی کتاب صواقع موبقہ - کیونکہ خواجہ صاحب کا زمانہ شاہ صاحب سے پہلے گزرا ہے اور ان کی کتاب بھی تحفہ اثناعشریہ سے پہلے لکھی گئی مگر اُس زمانہ میں چھاپہ خانہ نہیں تھا اس وجہ سے اُس وقت چھپ نہ سکی - اور چونکہ خواجہ صاحب مال و اقتدار میں کم تھے اس وجہ سے ان کی کتاب مشہور نہیں ہو سکی اور شاہ صاحب کے سر پر اس کتاب کی تصنیف کا سہرا باندھ دیا گیا۔

مولوی صاحب - مگر یہ کیوں نہیں بتاتی ہو کہ کیسے معلوم ہوا شاہ صاحب نے یہ کتاب صواقع کابلی سے سرقہ کر کے لکھی ہے۔

ہدایت خاتون - جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے - جب کتاب صواقع کابلی حضرات اہلسنت کی نظروں سے گزری اور لوگوں نے اُسکے مضامین کو ایک ہی جیسا پایا تو بڑی بڑی چہ می گوئیاں ہوئیں۔ سب لوگ تو شاہ صاحب کے مرید تھے ہی نہیں - انھوں نے شاہ صاحب کو بہت بدنام کیا کہ موصوف نے دوسرے کی محنت لیکر اپنا کمال دکھانے کی کوشش کی۔ اس پر

بڑی لے دے ہوئی۔ سمجھدار لوگوں کے طبقہ میں اسکی وجہ سے شاہ صاحب بہت ذلیل ہوئے

مولوی صاحب ۔ ارے تم کیا کہتی ہو؟ میں نے تو آج تک یہ سب کہیں نہیں سُنا۔ دیوبند بھی رہا۔ رامپور میں بھی قیام کیا۔ دہلی بھی گیا۔ حیدرآباد تو میرا وطن ہی ہے۔ ہر جگہ ہمارے زبردست علماء بھرے ہیں۔ لیکن کسی نے یہ بات نہیں کہی۔ تم رافضیوں کے ہاں کیا وحی نازل ہوتی ہے یا فرشتے آتے ہیں جو اس طرح بے پر کی اُڑایا کرتے ہیں؟ لاحول ولاقوۃ۔ تم کو تو میں سمجھدار خیال کرتا تھا اگر تم اپنے مذہب کی وجہ سے بالکل پاگل ہو رہی ہو۔ تمہارے مذہب نے تم کو نری سڑی بنادیا ضرورت ہے کہ تمہارا علاج کرایا جائے۔

ہدایت خاتون ۔ تمہارے منہ میں زبان ہے جو چاہو کہو۔ میں تو یہ جانتی ہوں کہ جس شخص سے کسی کی سچی بات کا جواب نہیں چلتا وہ اُس کو گالیاں ہی دینے لگتا ہے۔

مولوی صاحب (غصہ سے لال پیلے ہوکر) تو بتاتیں کیوں نہیں کہ کس نے صواقع موبقہ دیکھی؟ کس نے تحفہ سے اُس کا مقابلہ کیا۔ کس نے شاہ صاحب پر یہ الزام قائم کیا کہ انھوں نے تحفہ کو صواقع کابلی سے چوری کرکے لکھا ہے۔ اور دوسرے کی محنت سے اپنی قابلیت وکمال ظاہر کرنے کا نفع اٹھایا۔ ان دیکھنے والوں نے حضرت شاہ صاحب سے کیوں نہیں پوچھا۔ اگر وہ سچے تھے تو انھیں خود موصوف سے پوچھنا چاہیئے تھا کہ اے حضرت! آپ نے یہ کیا کیا کہ دوسرے کی کتاب چراکر اور اس کا نیا نام رکھکر خود پیش کردیا اور مفت کی عزت حاصل کرلی۔ اور بیچارے خواجہ نصراللہ صاحب کو کند چھری سے ذبح کرڈالا۔

ہدایت خاتون ۔ اب تم غیظ وغضب کی باتیں کرنے لگے تو میں بولنا پسند نہیں کرتی۔ جب نرم ہو جاؤگے تو سب کا ثبوت پیش کردوں گی۔

مولوی صاحب ۔ نہیں تم کو ابھی بتانا ہوگا۔

ہدایت خاتون (اُٹھکر گئیں اور ایک کتاب لاکر بولیں) دیکھو یہ خود شاہ صاحب کی مشہور کتاب فتاوے عزیزی موجود ہے جس میں دور دراز کے لوگوں نے شاہ صاحب سے اس بات کا سوال کیا اور جب اُنھوں نے دیکھا کہ ع نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا کے مطابق ان کا بھید کھل گیا۔ ان کی تدبیر بے پردہ ہوگئی اور اُن کا راز فاش ہوگیا تو موصوف کو دبی زبان سے اقرار کرنا ہی پڑا کہ ہاں بات سچی ہے۔ لوگ غلط نہیں بلکہ

کرتے ہیں۔

مولوی صاحب ۔ اچھا پڑھو تو اس میں کیا لکھا ہے۔

ہدایت خاتون ۔ اس کے صفحہ ۱۲۹ مطبوعہ دہلی میں یہ عبارت موجود ہے سنو "سوال از مرزا احسن علی صاحب کتاب صواقع موبقہ در رد مذہب روافض خذلہم اللہ تعالےٰ کہ تالیف نصر اللہ کابلی است۔ بملاحظہ شریفہ در آمدہ یا نہ۔ وبعد ازآنکہ ملحوظ نظر فیض اثر شدہ باشد فرقے در تصنیف آں وتصنیف جناب افادت مآب کہ تحفہ اثنا عشریہ است چیست۔ ومعاندان این دیار خصوصاً روافض خذلہم اللہ بطریق ژاژ خائی و بیہودہ گوئی خیلے شور وشغب می کنند کہ کتاب مستطاب تحفہ اثنا عشریہ ترجمۂ صواقع موبقہ است۔ ہرچند سوال ایں معنے ما مخلصان و فدویان را لاطائل و بیہودہ می نماید واز جملہ بدیہی البطلان ست وہر کس کہ از مایۂ علم آگہی داشتہ باشد ایں خبر را از محکی عنہ مخالف خواہد دانست لیکن بعضے کسان ایں ناکس را بسیار تنگ کردند لہذا ایں امر نامرضی را موجب سمع خراشی جناب عالی انگاشتہ شد"[1] اس سے صاف معلوم ہوا کہ تحفہ کا صواقع کابلی سے نقل کیا جانا زبان زد خاص وعام ہو گیا[2]۔ اور اس وجہ

[1] عبارت مذکورہ کا اردو ترجمہ یہ ہے۔ مرزا احسن علی صاحب نے جناب شاہ صاحب کے پاس یہ سوال بھیجا کہ کتاب صواقع موبقہ جو رافضیوں کی رد میں ہے (خدا ان رافضیوں کو ذلیل و رسوا کرتا رہے) اور جو خواجہ نصر اللہ کابلی کی تصنیف ہے حضور کی نظر سے گزری ہے یا نہیں؟ اگر گزری ہے تو جناب عالی کی تصنیف تحفہ اثنا عشریہ اور اس کتاب صواقع موبقہ میں کیا فرق ہے؟ ان اطراف کے دشمن لوگ اور خاص کر رافضی خدا انھیں ذلیل ورسوا کرتا رہے بطور توہین و تذلیل و بیہودہ گوئی کے بہت شور وغل کرتے رہتے ہیں کہ کتاب تحفہ اثنا عشریہ تو کتاب صواقع موبقہ کا ترجمہ ہے۔ اگرچہ ہم ایسے مخلصوں اور جان نثاروں کو یہ اعتراض بالکل لغو اور بیہودہ معلوم ہوتا ہے اور اس کا باطل ہونا بدیہی ہے اور جو شخص حضور کے علم وکمال سے کچھ بھی خبر رکھتا ہے وہ اس چرچے کو بالکل غلط اور خلاف واقع جانیگا مگر بعض لوگوں نے اس حقیر کو بہت تنگ کیا اس وجہ سے یہ ناپسندیدہ بات حضور عالی کے گوش مبارک میں پہنچانے کی جرأت میں نے کی (تاکہ حقیقت حال واضح ہو)

[2] خصوصاً علماء میں اس کو بہت اہمیت دی گئی کیونکہ ایسی جرأت اہل علم سے بہت بعید ہے ۱۲ منہ

مشہور ہو گیا تھا کہ خود حضرت شاہ صاحب سے ان کی اس کارروائی کے متعلق صفائی چاہی گئی۔

مولوی صاحب۔ پھر حضرت شاہ صاحب نے کیا جواب دیا۔ ضرور اس سے انکار کیا ہوگا

ہدایت خاتون۔ انکار کیسے کرتے۔ کتاب صواقع موبقہ ہی لوگوں کو مل گئی تھی تو کیسے کہتے کہ وہی مضامین تحفہ میں نہیں لئے ہیں۔ البتہ جب کسی شخص کی کوئی مخفی کارروائی منظر عام پر آجاتی ہے اور داب اُسکے چھپائے نہیں چھپتی تو وہ اُسکی تاویل و توجیہ کے متعلق جو تدبیریں کرتا ہے وہی شاہ صاحب نے بھی کیں کہ جواب گول مول دیا اور تاویلات سے کام نکالنا چاہا۔

مولوی صاحب۔ اچھا سناؤ تو کیا کہا۔

ہدایت خاتون۔ فرماتے ہیں "در وقت تصنیف تحفہ اثنا عشریہ از کتابہائے اہلسنت کہ در رد مذہب شیعہ و کتب شیعہ کہ در رد مذہب اہلسنت تالیف شدہ سہ قسم بہم رسیدہ بود ... قسم سوم آنست کہ تمام مذہب شیعہ را ہم در الہیات و ہم در معاد و ہم در امامت و ہم در روایت احادیث و ہم در اصول رد کردہ اند مثل ابطال الباطل و صواقع موبقہ تالیف نصر اللہ کابلی از طرف اہلسنت ... ایں ہر سہ قسم کتب در وقت تالیف تحفہ اثنا عشریہ موجود و مستحضر بودند۔ در آں وقت ترتیب صواقع بسیار پسند خاطر افتادہ و بہاں ترتیب دریں کتاب کلام واقع شد ... ترتیب صواقع بسیار مختصر و خوشنما بنظر آمد ہماں را اختیار کردہ شد ... پس ایں کتاب را ترجمہ آں گفتن محض نظر بظاہر ترتیب آں می تواند شد ... معہذا جائے طعن معاندان و حاسدان وقتے متوجہ فقیر می تواند شد کہ ایں فقیر دعوے تصنیف ایں کتاب را موجب افتخار خود دانستہ تقریراً و تحریراً القلم زبان یا بزبان قلم کردہ باشد معلوم است کہ ایں کتاب را تصنیف حافظ غلام حلیم ابن شیخ قطب الدین احمد بن شیخ ابو الفیض نوشتہ ام۔ اگر منظور دعوے نسبت ایں کتاب بخود می بود چرا ایں قدر اخفا بنامہائے غیر معروف بعمل می آوردم ... و نیز اگر تامل کنند روافض را ہرگز جائے طعن نیست زیرا کہ اگر ایں کتاب ترجمہ صواقع است آخر اثبات مذہب اہلسنت می کند و رد مذہب روافض می نماید۔ ایں ہا را چہ کار از آں کہ تفتیش کنند کہ گوئیندہ کیست ... آرے بعض اہلسنت کہ اظہار الشہرت ایں کتاب نسبت بایں فقیر عرق حسد بجوش آمدہ می خواہند کہ نسبت بایں فقیر در میان نماند" [1]

[1] اس کا اردو ترجمہ یہ ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ تحفہ اثنا عشریہ لکھتے وقت تین قسم کی

مولوی صاحب ۔ حضرت شاہ صاحب نے سچ تو فرمایا۔ کسی کو اس سے کیا مطلب کہ انھوں نے دوسری کتاب کے مضامین چرالئے ہیں یا خود اپنی دماغی قابلیت اور علمی قوت سے اس کو لکھا ہے۔

ہدایت خاتون ۔ میں اعتراض تو نہیں کرتی۔ البتہ تم نے پوچھا تھا کہ کیوں انھوں نے یہ کتاب فرضی نام سے لکھی۔ تو میں نے اس کی وجہ بیان کردی کہ چونکہ صواقع موبقہ کے مضامین لے کر۔ اور اوس کا نام بدل کر اپنی طرف سے نئی کتاب پیش کی اس وجہ سے ان کو بہت

(بقیہ حاشیہ صـ۵۲) کتابیں میرے پاس تھیں... تیسری قسم کی وہ کتابیں جو مذہب شیعہ کے کل اصول وفروع دین نیز الہیات ومعاد وامامت وردروایت احادیث واصول کی رد میں ہیں مثل ابطال الباطل اور صواقع موبقہ کے جو خواجہ نصر اللہ کابلی کی تصنیف ہے... تحفہ کے لکھتے وقت یہ تینوں قسم کی کتابیں میرے پاس موجود اور پیش نظر تھیں مگر صواعق موبقہ کی کی ترتیب مجھے بہت زیادہ پسند آئی اور اُسی ترتیب سے میں نے بھی اپنی کتاب لکھی... صواقع کی ترتیب بہت مختصر اور خوشنما نظر آئی اُسی کو میں نے اختیار کرلیا۔ پس اس کتاب تحفہ کو صواقع کا ترجمہ کہنا صرف اُسکی ظاہری ترتیب کو دیکھکر صحیح ہوسکتا ہے... باوجود اسکے دشمنوں اور حاسدوں کا اعتراض تو اس وقت صحیح ہوتا جب یہ فقیر اس کتاب کی تصنیف کا دعوے کرکے اس پر فخر کرتا۔ معلوم ہے کہ یہ کتاب میں نے حافظ غلام حلیم۔ فرزند شیخ قطب الدین احمد فرزند شیخ ابو الفیض کے نام سے لکھی ہے۔ اگر مجھے اس کتاب کی تصنیف کا دعوے اپنی طرف نسبت دینا منظور ہوتا تو نام کے چھپانے میں کیوں اس قدر کوشش کرتا اور غیر معروف نام سے کیوں اس کو شائع کرتا... اگر غور کریں تو رافضیوں کو ہرگز اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ اگر یہ کتاب صواقع موبقہ کا ترجمہ ہے تو ہوا کرے۔ بہر کیف مذہب اہلسنت کو تو ثابت کرتی ہے اور رافضیوں کے مذہب کی رد تو کرتی ہے۔ ان لوگوں کو اس سے کیا مطلب کہ تفتیش کرتے پھریں کہ اس کتاب کا اصل مصنف کون ہے... ہاں بعض اہلسنت میں بھی اس وجہ سے کہ یہ کتاب میری نسبت سے مشہور ہے رشک وحسد کا مادہ جوش کرتا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ سب لوگ جان لیں کہ یہ کتاب اس فقیر (شاہ) نے نہیں لکھی ہے اور اس کتاب کی نسبت میری طرف باقی نہ رہے“

نہیں ہوئی کہ اسے اپنے نام سے لکھیں۔

مولوی صاحب۔ مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ شاہ صاحب نے یہ کام اپنی شان کے خلاف کیا۔ بلکہ کوشش کر کے صواقع کو اسی نام سے شائع کرتے یا اس کا ترجمہ فارسی کر کے اس کا نام ترجمہ صواقع رکھتے اور خواجہ صاحب کی محنت کو مٹی میں نہ ملاتے۔ اگر مرزا داغ بھی اسی طرح دیوان غالب کے اشعار کو لے کر ایک فرضی نام دیوان طالب وغیرہ کے نام سے شائع کر دیتے اور مشہور کر دیتے کہ یہ کتاب میں نے لکھی ہے تو کیا ان کی یہ حرکت کسی طرح پسند کی جاتی۔ پھر شاہ صاحب تو کیسے زبردست پیشوائے اسلام اور رکن مذہب اہلسنت تھے ان سے ایسی نازیبا حرکت کا سرزد ہونا ہم لوگوں کے لئے نہایت شرمناک ہے۔

ہدایت خاتون۔ ابھی چند سال ہوئے ایک مستقل کتاب ہی اس بحث میں لکھی گئی ہے کہ شاہ صاحب نے تحفہ کو صواقع سے لکھا ہے۔ اس کا نام ہے التمییز بین صواقع الکابلی وتحفۃ عبد العزیز جس میں ثابت کر دیا ہے کہ شاہ صاحب نے تحفہ کے کل مضامین اسی صواقع سے لئے ہیں اور دوسرے کی محنت اپنی طرف منسوب کر دی ہے۔

مولوی صاحب۔ ہاں جب خود شاہ صاحب نے اس کا اقرار کر لیا تو اب اس میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ مگر شاہ صاحب کو صاف صاف ماننے کی کیا ضرورت تھی۔ کہہ دیتے کہ میں نے کتاب صواقع موبقہ دیکھی ہی نہیں۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ اس کے مضامین اور میری کتاب تحفہ کے مضامین بطور توارد ایک ہو گئے۔ اس طرح شاہ صاحب سرقہ کے الزام سے بچ جاتے دوسرے لوگ بکا کرتے۔ شاہ صاحب نے تصدیق کر کے غضب کر دیا۔

چھٹا باب

شہر حیدر آباد میں ایک روسی پہلوان کی پنجابی پہلوان سے یادگار کشتی

ملک روس کا ایک شخص جو بڑے قد و قامت کا نہایت مضبوط بلکہ دیو صورت تھا کسی کمپنی کا ایجنٹ بن کر ہندوستان میں آیا تھا وہ بڑا مشہور پہلوان بھی تھا اور مختلف ملکوں میں نامی بہادروں کو پچھاڑ دیا تھا جس کے انعام میں اس کے پاس بہت سے تمغے تھے۔ اس نے بمبئی سے اعلیٰحضرت سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کی خدمت میں ایک درخواست بھیجی کہ میں حضور کی ریاست کے کسی پہلوان سے

کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ چونکہ ہندوستان میں بھی اس سے قبل وہ کئی کشتیاں مار چکا تھا اور متعدد انگریزی اخباروں تک میں اُسکے پہلوانی کی دھوم تھی اس وجہ سے اس ملک کے کل پہلوانوں کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔ جس وقت اسکی عرضی سرکار عالی میں پہونچی حضور نے اپنی ریاست کے مشہور پہلوان نامی خاں سے اس کا ذکر فرمایا۔ نامی خاں دل میں تو گھبرایا مگر زبان سے اقرار کر لیا کہ حضور اُس کو بلا بھیجیں غلام کس دن کے لئے ہے اللہ کی مدد پر بھروسا کر کے اور حضرت علیؑ مولا مشکل کشا کا نام لے کر اُس سے ضرور لڑوں گا۔ مگر بعض ارکان دولت نے عرض کی کہ اس کشتی کا ہونا مناسب نہیں ہے۔ اُس روسی پہلوان نے بڑے بڑے پہلوانوں کو زیر کر دیا ہے۔ ریاست کا مشہور پہلوان نامی خاں بھی شکست کھا کر بدنام ہو جائیگا تو یورپ و امریکہ کے اخباروں میں بھی بڑی جلی سرخیوں سے یہ خبر چھپیگی کہ روسی پہلوان نے ریاست حیدر آباد دکن تک کے پہلوان کو زیر کر دیا۔ اس طرح ریاست کی ذلت ہوگی مگر نامی خاں کے اصرار بلیغ سے اعلےٰ حضرت نے روسی پہلوان کی درخواست منظور کر کے اس کو طلب فرمالیا۔ اس واقعہ نے بڑی اہمیت پیدا کر لی۔ اس زمانہ میں تقریباً ہر انگریزی مرہٹی۔ گجراتی اردو وغیرہ اخبار میں اس کا اعلان شائع ہوتا تھا کہ فلاں تاریخ کو روسی پہلوان کی کشتی نامی خاں پہلوان سے ہوگی۔ مولوی رکن الدین صاحب بھی اس کشتی کے بڑے مشتاق تھے۔ اس سے ایک رات قبل ان میں اور ہدایت خاتون میں اس طرح باتیں ہوئیں

مولوی صاحب۔ کل ہی نہ روسی پہلوان کا دنگل ہے دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ ہم لوگوں کو تو بہت تردد ہو رہا ہے۔ نامی خاں کے تکبر اور غرور نے یہ سب کیا ہے۔ جس وقت اعلےٰ حضرت نے ذکر کیا ہے کوئی عذر کر دینا مناسب تھا مگر سنا ہے کہ کہا حضور اس کو ضرور بلائیں۔ اللہ پر بھروسا کر کے حضرت علیؑ کی مدد سے میں لڑوں گا۔ یہ بے عقلی کی بات ہے۔ انسان کو ہر کام موقع و محل سے کرنا چاہئے۔

ہدایت خاتون۔ عذر کرنے میں بھی تو بیچارے کی ذلت تھی اور بدنامی اس طرح بھی ہوتی کہ روسی پہلوان نے للکارا تو نامی خاں دبک گیا۔ ممکن ہے خدا کے فضل اور حضرت علیؑ کی مدد سے نامی خاں ہی کی جیت ہو جائے۔

مولوی صاحب جس طرح نامی خاں نے حماقت کا کام کیا اُسی طرح تم بھی زنانی باتیں

کر رہی ہو۔ غرض کشتی کی تاریخ آ پہونچی۔ باہر کے ہزارہا لوگ اس دنگل کا تماشا دیکھنے کے لئے حیدرآباد پہونچ گئے تھے۔ یوروپین لوگوں کی بھی خاصی جماعت موجود تھی اعلےٰحضرت کے حکم سے کشتی کا انتظام نہایت اعلےٰ درجہ کا کیا گیا تھا جسکی مدح وثنا میں انگریزی اخبار بھی رطب اللسان تھے چار بجے اس کا وقت مقرر تھا۔ ٹھیک وقت پر اعلےٰحضرت اور ریزیڈنٹ کی موٹریں بھی پہونچ گئیں۔ اعلےٰحضرت نے اپنے معتمد خاص کے ذریعہ سے مخفی طور پر لوگوں کو مطلع کر دیا تھا کہ "اگر روسی پہلوان کی شکست ہو جائے تو خبردار کوئی شخص تالی بجائے۔ نہ شور وغل کرے نہ طعن آمیز خوشی کا اظہار کرے کیونکہ روسی پہلوان اس وقت ریاست کا مہمان ہے۔ اس سے اُسکی خاطرشکنی ہوگی جو منظور نہیں۔ بلکہ کشتی کے بعد ہر شخص اس سے ہاتھ ملائے اور اسکے ساتھ عزت و احترام کا برتاؤ کرے۔ روسی پہلوان کی صورت۔ شکل۔ قد و قامت اور ہر ہر عضو بدن دیکھکر ہر شخص متحیر تھا اور اپنی جگہ کہتا تھا کہ کشتی بے جوڑ ہے۔ نامی خاں نے غلطی کی جو اپنی ضد پر اڑے رہے۔ ساڑھے چار بجے روسی پہلوان پہلے اکھاڑے میں داخل ہوا۔ نامی خاں نے بھی "بسم اللہ الرحمن الرحیم یا علیؑ مولا مشکل کشا مددؔ" کہکر اکھاڑے میں قدم رکھ دیا۔ کشتی شروع ہوئی۔ دیکھنے میں دیو اور آدم زاد کا مقابلہ نظر آتا تھا۔ روسی پہلوان تو نامی خاں کو کوئی چیز ہی نہیں سمجھتا تھا۔ بار بار اُس نے کوشش کی کہ نامی خاں کے لنگوٹے میں ہاتھ ڈال کر اُس کو اوپر اُٹھالے مگر نامی خاں بھی فن پہلوانی میں یگانۂ روزگار تھا۔ جب روسی پہلوان اس ارادے کی کوشش کرتا وہ ایسا داؤ لگاتا کہ روسی پہلوان شرماکر رہ جاتا۔ کتنے موقع آئے کہ روسی پہلوان کی کوششیں رائیگاں گئیں اور تماشائیوں نے شور کرنا چاہا مگر اعلےٰحضرت کے رعب وجلال سے کسی کی مجال نہیں ہوئی کہ ایک لفظ تک منہ سے نکالے۔ یوروپین جماعت کو بھی شروع میں یقین تھا کہ روسی پہلوان چار پانچ منٹ میں نامی خاں کو پٹک دیگا مگر آدھ گھنٹہ تک اسی مزے سے نامی خاں روسی پہلوان کو کھلاتا اور جھکائیاں دکھاتا رہا کہ وہ بیچارا پسینہ میں غرق ہوگیا اور غیظ وغضب کی تو کوئی حد ہی نہیں تھی۔ دانت پیس پیس کر وار کرتا اور نامی خاں پہلوانی فنون کا جوہر دکھاکر سب لوگوں کو انگشت بدنداں کئے ہوئے رہا ۴۵ منٹ تک دونوں ایک دوسرے کو چت کرنے کی کوشش کرتے رہے مگر کسی کو کامیابی نہیں ہوئی اب یوروپین جماعت کے چہروں پر بھی تردد کے آثار نمایاں ہوگئے تھے۔ اور ہندوستانیوں کو بھی عین یقین تھا کہ روسی پہلوان ضرور جیت جائیگا ان کے چہروں پر امید کی جھلک نظر آنے لگی

کہ ممکن ہے نامی خاں ہی کے سر کامیابی کا سہرا رہے۔ روسی پہلوان اب تھک گیا تھا۔ اُس نے بھوت ہو کر اپنی پوری طاقت سے نامی خاں کی کمر پکڑی اور دانت پیسکر اس کو نیچے گرانا چاہا مگر نامی خاں نے ایک دفعہ زور سے کہا "اللہ اکبر" اور پھر دوسرا نعرہ "یا علیؑ مدد" کا لگا کر ایسا داؤ لگایا کہ روسی پہلوان اُلٹ ہی تو گیا اور دھڑام سے چاروں شانے چت نیچے آ تارہا۔ نامی خاں کمال پھرتی سے اسکے سینہ پر سوار ہو گیا۔ فوراً اعلےٰ حضرت نے نظروں سے اشارہ کیا کہ بس اب اتر جاؤ۔ نامی خاں نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ روسی پہلوان بھی اُٹھ کھڑا ہوا۔ ریزیڈنٹ بہادر نے پکار کر کہا "بس کشتی ختم۔ نامی خاں شاباش۔ تم بڑا اچھا پہلوان ہے۔ ہم سب تم سے بہت خوش ہوا" نامی خاں نے جھک کر سب کو سلام کیا اور روسی پہلوان کا ہاتھ پکڑے دوستانہ عنوان سے اکھاڑے کے باہر آیا۔ اعلےٰ حضرت نے فوراً دونوں پہلوانوں سے ہاتھ ملایا۔ دونوں کو نہایت قیمتی ہار پہنایا۔ ایک ایک ہزار روپیہ انعام دیا اور خوشی خوشی یہ دنگل تمام ہوا۔ لوگ اپنے اپنے گھر واپس جانے لگے تو راستہ بھر اسی دنگل کا چرچا رہا۔ ہر شخص نہایت خوش تھا۔ دنگل دیکھنے کے لئے شہر کے کل معززین گئے تھے۔ حافظ عبدالصمد صاحب اور مولانا عبدالقوی صاحب بھی تھے۔ واپسی میں حافظ عبدالصمد صاحب کا مکان پہلے پڑتا تھا۔ مولانا عبدالقوی صاحب اور مولوی رکن الدین صاحب حافظ صاحب کے ہاں جاکر ٹھہر گئے کہ کچھ آرام کر کے مکان جائیں۔ حافظ صاحب نے جلد ناشتے کا انتظام کر لیا مگر اُن کا چہرہ اُترا ہوا تھا۔ دنگل ہی سے مولانا صاحب دیکھ رہے تھے کہ سب لوگ نہایت خوش ہیں صرف حافظ صاحب کسی بڑی فکر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ مکان پر آکر بھی حافظ صاحب اسی طرح افسردہ تھے اور گو چاے اور ناشتے کا اہتمام کرتے تھے مگر صورت خوش نظر نہیں آتی تھی۔ جب چائے نوشی وغیرہ سے سب لوگ فارغ ہو گئے تو اس طرح باتیں ہونے لگیں

مولانا صاحب۔ کیوں جناب حافظ صاحب! آج کے دنگل سے سب خوش نظر آتے ہیں اور نامی خاں کی کامیابی پر تو لوگ خوشی سے پھولے نہیں سماتے مگر میں آپ کو شروع سے دیکھتا ہوں کہ منہ بنائے ہوئے ہیں۔ کیا آپ کو روسی پہلوان کی ہار سے رنج ہوا۔ کیا اُس نے آپ کو کچھ انعام کا وعدہ کیا تھا کہ اگر جیت جائیگا تو آپ کو شیرینی کھلائے گا۔ یا آپ کو اس سے کچھ قرابت ہے جس سے اُسکی شکست کے غم میں مبتلا ہو گئے!!

حافظ صاحب۔ دیکھئے یہ وقت مذاق کا نہیں ہے۔ مجھ سے اُس سے کیوں قرابت ہونے لگی اور اگر وہ کامیاب ہوتا تو مجھے کیوں انعام دیتا۔ مجھے ایسا مزاح پسند نہیں ہے بس رہنے دیجئے

مولانا صاحب۔ (ہنسکر) تو کیوں آپ سوگ منا رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اب روئے اور تب روئے۔ یا نامی خاں سے آپ کو مخالفت ہے جس سے اُسکی کامیابی آپ کو ناگوار گزری

حافظ صاحب۔ آپ اور تیز ہو چلے۔ مجھے یہ چھیڑ خانی بھلی نہیں لگتی۔ میرے دل پر جو گزر رہی ہے میں ہی جانتا ہوں۔ دوسروں کو کیا خبر۔ اب آپ اور زیادہ مجھے نہ ستائیے۔

مولانا صاحب۔ ذرہ میں بھی تو سنوں کہ نصیب دشمناں کیا امر ہے۔ کس بات پر خفگی ہے۔

حافظ صاحب۔ آپ سب کچھ جانتے ہیں لیکن تجاہل عارفانہ کا کیا علاج۔ آپ بھی اسمیں شریک ہیں

مولانا صاحب۔ اے سبحان اللہ! میرے دشمنوں کو بھی خبر نہیں لیکن آپ کہتے ہیں کہ سب کچھ جانتا ہوں۔ آج کیا ہے جو آپ کی ہر بات پہیلی ہی معلوم ہو رہی ہے خدا خیر کرے۔

حافظ صاحب۔ کیا میرے اور آپ لوگوں کے کم صدمہ کی بات ہے کہ نامی خاں نے اتنے بڑے پہلوان کو تو پچھاڑ دیا اور اپنے کمال کا جوہر دکھا دیا لیکن مولوی رکن الدین اب تک ہدایت خاتون کو زیر نہ کر سکے اور اُس کو اپنے مذہب میں نہ لا سکے۔ حالانکہ یہ دیوبند۔ رام پور دہلی میں کتنے دنوں تعلیم پاتے رہے اور کیسے زبردست عالم ہو گئے ہیں۔ ایک معمولی لڑکی نے ان کو پچھاڑ رکھا ہے۔ ان کی مولویت کہاں گئی۔ ان کا فضل و کمال کہاں غائب ہو گیا۔ عیسائیوں اور آریوں کے کتنے زبردست مناظروں سے بحث کرتے ہیں تو بھی کامیاب ہوتے ہیں۔ پھر اس چار دن کی بچی میں کیا ہے کہ یہ کسی طرح اس کو لاجواب اور شیعہ مذہب سے علحدہ نہیں کرنے پاتے۔ کیا میرا مذہب ہی ایسا کمزور ہے کہ ان کو کسی طرح فتح نہیں ہو رہی ہے۔

مولوی رکن الدین۔ آپ صحیح فرماتے ہیں مگر میں جس قدر کوشش کر رہا ہوں خدا جانتا ہے۔ تقیہ کی بحث شروع کی تو اُنھوں نے قرآن مجید ہی سے دلیلوں کا ایسا ڈھیر لگا دیا کہ میں کسی بات کا جواب نہیں دے سکا اور مبہوت ہو کر رہ گیا۔ تحفہ اثنا عشریہ دیکھنے کو کہا تو اس کی ایسی دھجیاں اُڑائیں کہ خود مجھ ہی کو اس کتاب سے نفرت ہو گئی۔ میں تو روزانہ کی بحث کو والد صاحب قبلہ سے بیان کرتا ہوں اور آپ جو رسالے دیتے ہیں اسکے مطابق گفتگو کرتا ہوں۔ مگر وہ اُن سب باتوں میں بھی میرا منہ بند کر دیتی ہیں۔ تقیہ اور شاہ صاحب کی تحفہ اثنا عشریہ کے

متعلق تو میں پوری کوشش کر کے تھک گیا اور میرا یقین ہے کہ ان دونوں مسئلوں پر ہمارے کل علماء کرام جمع ہو کر اُن سے بحث کریں جب بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ استدلال میں ایسی قوت اور بیان میں ایسی دلکشی ہے کہ لاکھ تعصب برتا جائے پھر بھی لاجواب ہی ہو جانا پڑتا ہے۔ خود میرے دل و دماغ میں آگ لگی ہوئی ہے کہ کس طرح اُن کو اپنے مذہب میں داخل کروں اور رفض ایسی گندگی سے اپنے گھر کو پاک کروں مگر اللہ تعالےٰ میری مدد نہ کرے اور ان کو راہ راست نہ دکھائے تو میں یا آپ کیا کر سکتے ہیں۔ عرضی مولی از ہمہ اولیٰ۔

حافظ صاحب۔ خیر مسئلہ تقیہ اور کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں اگر کامیاب نہ ہوئے تو دوسرے مسئلوں میں کوشش کرنی چاہئے۔ ابھی سیکڑوں بحثیں باقی ہیں۔ کسی طرح تو اسکو راہ حق دکھائی جائے۔

مولانا صاحب۔ میری رائے ہے کہ اب ان سے کہو تمہارا مذہب ایسا خراب ہے کہ اس میں دوسروں کو گالی بکی جاتی ہے جو تہذیب و شرافت کے خلاف ہے۔ گالی بکنا تو رذیلوں۔ کمینوں اور جاہلوں کا شیوہ ہے۔ مگر تمہارا مذہب اس درجہ بیہودہ ہے کہ اس میں گالی بکنا عبادت قرار دیا گیا ہے۔ اس میں وہ بالکل لاجواب ہو جائینگی بس اُسی وقت اُن سے کام نکلے گا۔

حافظ صاحب (خوش ہو کر)۔ ہاں ہاں یہ ٹھیک ہے۔ گالی بکنے کا جواب اُسکے پاس کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ اور شیعوں کا گالی بکنا مشہور ہے۔ اس سے انکار بھی نہیں کر سکتی۔

مولوی صاحب۔ ہاں میں بھی سوچتا تھا کہ اب کسی اور مسئلہ پر بحث کروں۔ یہ مسئلہ بھی خوب ہے۔ تبرا تو ان کا مشہور کام ہے جسکی خوبی کوئی بھی کسی طرح ثابت نہیں کر سکتا۔

ساتواں باب

تبرا کی حقیقت۔ کیا شیعوں کے ہاں گالی بکنا عبادت ہے؟

مولوی صاحب بہت خوش اور نئے ہتھیار سے آراستہ ہو کر مکان پر آئے۔ عشا کی نماز پڑھی۔ کھانا کھایا اور جا کر پلنگ پر لیٹ رہے۔ دن کے تھکے ہوئے تھے۔ فوراً نیند آگئی۔ اور اُس شب میں ہدایت خاتون سے کوئی بحث نہ ہو سکی۔ دوسری شب کو اس طرح باتیں ہوئیں۔

مولوی صاحب۔ افسوس تم کشتی دیکھنے نہیں گئیں۔ بڑا لطف آیا۔ بڑی یادگار کشتی ہو گئی۔

ہدایت خاتون۔ عورتوں کو بغیر شدید ضرورت کے گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہئے اور وہ بھی

فنس یا بند گاڑی میں کشتی دیکھنا مردوں کا کام ہے اور خانہ داری عورتوں کا فرض۔

مولوی صاحب۔ ہم لوگوں کو یقین تھا کہ نامی خاں ضرور ہار جائے گا مگر اس نے تو کمال کر دیا۔ سب لوگ اسکی کامیابی پر متحیر ہو رہے ہیں۔ اس نے پہاڑ سے مقابلہ کیا اور اسکو ڈھیر کر دیا۔ تم نے سچ کہا تھا کہ ممکن ہے نامی خاں جیت جائے۔ جب آخر میں روسی پہلوان نے جھنجھلا کر اسکی کمر پکڑی اور گرانا چاہا تو نامی خاں کے ہارنے میں کچھ باقی ہی نہیں تھا مگر واہ رے اسکی استادی کہ زور سے اللہ اکبر۔ اور یا علیؑ مدد کہکر ایسا داؤ لگایا کہ روسی پہلوان گرا ہی تو پڑا اور گرا بھی تو بالکل چت۔ جھٹ نامی خاں اسکے سینے پر سوار ہی تو ہو گیا۔ مگر اسکے یا علیؑ مدد کہنے پر مجھے بڑا غصہ آیا تھا۔ نہ معلوم پہلوانوں کو یہ عادت کب سے پڑ گئی ہے کہ کشتی لڑتے وقت حضرت علیؑ کا نام ضرور لیتے ہیں۔ پنجاب۔ یوپی کے پہلوانوں کو بھی دیکھا کہ یہ ضرور کہتے ہیں۔

ہدایت خاتون۔ اب بھی تو تم حضرت علیؑ کو مانو۔ ممکن ہے اس سے نامی خاں جیت گیا ہو۔

مولوی صاحب۔ میں تو اُن کو مانتا ہی ہوں مگر تم رافضیوں کی طرح نہیں کہ اُن کی محبت میں خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کو گالیاں بکنے لگوں۔ توبہ تمہارا مذہب بھی کیسا گندہ ہے کہ گالی بکنا عبادت سمجھتی ہو۔ دنیا میں کوئی اور مذہب بھی اس درجہ بیہودہ اور لچر ہے؟

ہدایت خاتون۔ یہ کون کہتا ہے کہ گالی بکنا میرے ہاں عبادت ہے۔ ذرہ بتاؤ تو۔

مولوی صاحب۔ واہ تم لوگوں کے بارے میں تو یہ شعر ہی مشہور ہے ؎

دشنام بمذہبے کہ طاعت باشد ؛ مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

ہدایت خاتون۔ اور اسکے جواب میں جو شعر کہا گیا ہے وہ بھی پڑھ دو۔ آئے کیوں چھپاتے ہو؟

مولوی صاحب۔ وہ کیا؟ اس کا جواب تو ہوا ہی نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔

ہدایت خاتون۔ مجھ سے سنو ؎

بہتان بمذہبے کہ عادت باشد ؛ مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

مولوی صاحب۔ تو بہتان کون کرتا ہے اور کس کی یہ عادت ہے؟ سچ سچ بتانا

ہدایت خاتون۔ تم لوگوں کی۔ جو کہتے ہو کہ شیعہ گالی بکتے ہیں۔ اگر تم ثابت کردو کہ مذہب شیعہ میں گالی بکنا جائز ہے تو میں آج سنی ہو جاتی ہوں۔ پھر کسی مسئلہ میں بحث کی ضرورت نہیں

مولوی صاحب۔ کیا تم لوگ حضرت ابوبکر و عمر و عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو گالیاں نہیں

دیتی ہو۔ ہر شیعہ کی یہ عادت ہے۔ اللہ! اپنے مذہب کی پچ میں کیسی بھولی بنی جارہی ہیں!

ہدایت خاتون۔ میں تو نہیں جانتی کہ کون شیعہ ان لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔ تم جانو۔

مولوی صاحب۔ کیا تم لوگ تبرا نہیں کہتی ہو۔ لعنت نہیں بکتی ہو۔ یہ کوئی چھپی ہوئی بات ہے

ہدایت خاتون۔ ہاں جو لوگ قابل تبرا ہیں ہم لوگ اُن سے تبرا ضرور کرتے ہیں۔ اور جو لوگ مستحق ہیں اُن پر لعنت بھی کرتے ہیں۔ اس سے مجھے انکار نہیں ہے نہ ہو سکتا ہے۔

مولوی صاحب۔ پھر کیسے کہتی ہو کہ ہم لوگ گالی نہیں بکتیں۔ ایک ہی زبان سے انکار اور اقرار دونوں

ہدایت خاتون۔ تو کیا تبرا یا لعنت کرنا گالی بکنا ہے؟ کس لغت کی کتاب میں تم نے پڑھا ہے؟

مولوی صاحب۔ بے شک۔ یہ بھی کچھ پوچھنے کی بات ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحفہ کا بارہواں باب پڑھو۔ جس میں تبرا کی حقیقت بیان کی ہے۔ لغت میں نہیں ہے تو نہ سہی۔

ہدایت خاتون۔ میں پڑھ چکی ہوں۔ اُس میں انھوں نے دس مقدمے لکھے ہیں مگر اصل بات ہی غائب کردی ہے۔ اس کا ذکر تک نہیں کیا کہ تبراء اور لعن گالی کس طرح ہے تم ہی تحفہ سے مجھے سمجھا دو کہ تبراء اور لعن گالی کس طرح ہے۔ لغت میں نہیں دکھا سکتے تو خیر۔

مولوی صاحب دیر تک تحفہ اثنا عشریہ کا بارہواں باب الٹتے پلٹتے رہے۔ جب اسمیں کچھ نہ ملا تو کہا:۔

مولوی صاحب۔ خیر شاہ صاحب نے اس کو نہ لکھا تو کیا ہوتا ہے۔ تبرا اور لعنت کا گالی ہونا بدیہی ہے۔ اسمیں بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے سب جانتے ہیں۔

ہدایت خاتون۔ تو پھر اسلام کا پہلا کلمہ لا الہ الا اللہ بھی گالی ہے۔ کیونکہ اس میں ایک معبود اللہ کا اقرار اور دوسرے کل معبودوں سے تبراء (انکار) ہے۔ اس کا مطلب یہی تو ہے کہ صرف اللہ کو مانتا اور دوسرے معبودوں سے بیزاری چاہتا ہوں۔ اور یہی تبرا ہے جس کا لغوی معنے علحدہ رہنا۔ بے تعلق رہنا۔ نہ ماننا ہے۔ اسی طرح شیعہ بھی خدا اور رسولؐ وائمہ طاہرینؑ کو مانتے ہیں اور خلفاء ثلثہ سے تبراء کرتے یعنی علحدہ بے تعلق رہتے ہیں اور ان کو مانتے نہیں ہیں۔ تو کیا اسلام گالی کا کلمہ سکھاتا ہے؟ اور سنو اگر تمہارا دعوےٰ مانا جائے تو ماننا پڑے گا کہ خدا بھی گالی بکتا ہے۔ معاذ اللہ قرآن مجید نے بھی گالی بکنے کی تعلیم دی ہے کیونکہ تبرا اور لعنت اسی میں ہے

مولوی صاحب۔ وہ کہاں۔ اگر ہوگا تو کافروں ہی کا فعل بتایا گیا ہوگا۔ کسی اور کا نہیں۔

ہدایت خاتون۔ سورہ فاتحہ میں خدا فرماتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ

الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ اس میں خدا فرماتا ہے اے بندو تم کہا کرو کہ اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ اُن کا راستہ جن پر تو نے اپنی نعمتیں نازل کیں۔ اُن کا راستہ نہ دکھا جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور وہ گمراہ ہیں۔ اس میں ایک جماعت کی راہ سے تولا اور دوسری جماعت کی راہ سے تبرا کی صریح تعلیم ہے۔ جب ہم دوسری جماعت کے راستہ سے بچنے کی دعا کرتے ہیں تو اُن سے تبرا ہی تو کرتے ہیں۔ یا تولا کرتے ہیں؟

مولوی صاحب۔ معنے اور مطلب کے لحاظ سے تو صحیح ہے مگر اس میں تبرا کی تصریح تو نہیں ہے۔ تم کو ایسی آیت پیش کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ تبرا کا لفظ دکھاؤ۔

ہدایت خاتون۔ وہ بھی سن لو۔ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ یعنی وہ کیا سخت وقت ہوگا جب پیشوا لوگ اپنے پیروؤں سے تبرا کریں گے اور عذاب کو دیکھیں گے اور ان کے باہمی تعلقات ٹوٹ جائیں گے اور پیرو کہنے لگیں گے کہ اگر ہمیں پھر دنیا میں پلٹنا ملے تو ہم بھی ان سے اسی طرح تبرا کریں جس طرح اس وقت یہ لوگ ہم سے تبرا کر رہے ہیں۔ یوں ہی خدا ان کو انکے اعمال دکھائیگا جو انھیں یاس دکھائی دینگے اور پھر وہ دوزخ سے نہیں نکلیں گے (پ ۲ سورہ بقرہ رکوع ۲۰)

مولوی صاحب۔ تو اس سے تم کیا ثابت کرنا چاہتی ہو۔ صرف تبراء کا لفظ یا اور بھی کچھ ہے؟

ہدایت خاتون۔ یہ کہ دنیا میں جو لوگ سچے پیشواؤں کو الگ کرکے اور خود مذہبی پیشوا بنکر دوسروں کو اپنا مرید کر لیتے ہیں ان میں اور اُن کے مریدوں یا پیروؤں میں بروز قیامت تبرا بازی ہوگی جس کو خدا اپنے الفاظ میں ذکر کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ ان کے اعمال کا بدلہ بھی ہوگا کہ ان پر تبرا کیا جائیگا اور وہ اس کا مزہ چکھیں گے۔ پیشوا لوگ اپنے مریدوں سے تبرا کرینگے اور مرید کہیں گے کہ اگر ہم پلٹ جاتے تو ہم بھی اپنے پیشواؤں سے تبرا کرتے پس اگر تبرا کو خدا پسند نہ کرتا تو یہ نہ فرماتا کہ ان کے اعمال کا بدلہ ان کو اسی طرح دیا جائیگا جو لوگ ایسے گزرے ہیں کہ خواہ مخواہ لوگوں کے مذہبی پیشوا بن گئے ان کا انجام بھی اس آیت سے واضح ہے۔ اور ہمارے مذہب کا حق ہونا بھی نمایاں ہے۔ اور سنو قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْ

رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ یعنی وہ لوگ جو ہمارے عذاب کے مستحق ہوچکے ہیں بروز قیامت کہیں گے کہ پروردگارا یہی وہ لوگ ہیں جنھیں ہم نے گمراہ کیا تھا جس طرح ہم خود گمراہ ہوئے اُسی طرح ہم نے ان کو گمراہ کیا اب ہم تیری بارگاہ میں ان لوگوں سے تبرا کرتے ہیں (پ ۲۰ سورہ قصص رکوع ۶) غرض تم کہاں تک قرآن مجید کا تبرا سنو گے۔ کیا مزہ ہے کہ جس لفظ سے تم لوگوں کو نفرت ہے وہ قرآن مجید میں بکثرت موجود ہے۔

مولوی صاحب۔ یہ تو غیر مستحق پیشواؤں اور ان کے مریدوں کا ذکر ہے۔ اچھے لوگوں کے تبرا کا بیان تو نہیں ہے۔ تم لوگ تو اچھے لوگوں پر تبرا کرتی ہو۔

ہدایت خاتون۔ شیعہ بھی تو غیر مستحق پیشواؤں ہی سے تبرا کرتے ہیں جو مستحق پیشوا ہیں اُن سے تولا کرنا تو ان کا جزو ایمان ہے۔ تم لوگوں کو بھی چاہئے کہ اس دنیا میں جو غیر مستحق پیشوا گزرے ہیں اُن سے تبرا کرو یعنی الگ رہو اور مستحق سچے پیشوایان دین سے تولا کرتے رہو۔ پھر شیعہ سنی میں اتحاد کی صورت آسان ہوجائے۔ بس قرآن میں جو ہو اُسکو بے تکلف مان لو۔

مولوی صاحب۔ یہ کیا ضرور ہے کہ ہم لوگ اُن سے تبرا کریں۔ جو بُرے ہیں اُن کو چھوڑ دیں وہ جانیں اور اُن کے اعمال۔ ہمیں تبرا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ نہ بزرگوں کا یہ دستور رہا ہے۔

ہدایت خاتون۔ ارے کیا کہتے ہو؟ کیا حضرت ابراہیمؑ ہم لوگوں کے بزرگ نہیں تھے؟ اُنھوں نے بھی برے لوگوں سے تبرا کیا ہے۔ خدا فرماتا ہے وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۚ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ۔ حضرت ابراہیمؑ کا اپنے چچا کے لئے مغفرت کی دعا کرنا اُس وعدہ کی وجہ سے تھا جو اُنھوں نے اُس سے کر لیا تھا مگر جب اُن پر کُھل گیا کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو اُس سے تبرا کر لیا (بیزار اور الگ ہوگئے) بے شک ابراہیمؑ بڑے دردمند بردبار تھے (پ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۱۴) اس سے واضح ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ ایسے جلیل القدر اور اولوالعزم پیغمبر نے بھی بُرے لوگوں سے تبرا کیا اور یہی شیعہ بھی کرتے ہیں۔ پس جس طرح اس تبرا کی وجہ سے تم لوگ شیعوں کو برا کہتے ہو حضرت ابراہیمؑ کو بھی کہو۔ اور جس طرح اسکی وجہ سے شیعوں پر گالی بکنے کا الزام قائم کرتے ہو حضرت ابراہیمؑ کو بھی معاذ اللہ انھیں الفاظ سے یاد کرو۔ خوب سمجھ لو کہ شیعہ وہی کرتے ہیں جس کا حکم خدا و رسولؐ نے دیا ہے

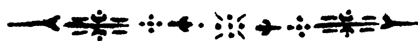
اور جسکو انبیا ر کرام تک کرتے رہے ہیں۔ اُن کا کوئی اعتقاد یا مذہبی عمل مرضی خدا اور رسولؐ وسیرۃ انبیاء ومرسلین کے خلاف مل ہی نہیں سکتا اور یہی بات اس مذہب کی حقیت کی زبردست دلیل ہے۔

مولوی صاحب۔ زیادہ ڈینگ کی نہ لیا کرو۔ تم لوگ تو صاف صاف لعنت کرتی ہو۔ کیا بزرگان دین بھی کسی پر لعنت کرتے رہے ہیں؟ جس سے زیادہ قابل شرم کوئی بات ہو نہیں سکتی۔

ہدایت خاتون۔ تم مناظرہ کرتے وقت سب باتوں سے چشم پوشی کرو تو مجبوری ہے ورنہ ان سب امور کو تم خوب سمجھتے ہو۔ دن رات قرآن مجید کا مطلب دوسروں کو سمجھاتے ہو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ قرآن مجید میں لعنت کا ذکر کس کس طرح کیا ہے؟ کیا حضرت رسولخداصلعم سے بڑھکر بھی کوئی بزرگ دین ہوا ہے؟ اور حضرتؐ کے بارے میں خدا فرماتا ہے فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔ جب تمہارے پاس علم آنے کے بعد کوئی شخص عیسےٰ کے بارے میں حجت کرے تو کہو آؤ ہم اپنے بیٹوں کو تم اپنے بیٹوں کو۔ ہم اپنی عورتوں کو تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنی جانوں کو بلائیں اور تم اپنی جانوں کو۔ پھر ہم سب مل کر گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں (پ ۳ سورہ آل عمران رکوع ۱۵) اس میں خدا حضرت رسولؐ کو صاف حکم دیتا ہے کہ نصارےٰ سے کہو آؤ ہم بھی جھوٹوں پر لعنت کریں اور تم بھی کرو۔ اسی طرح خدا نے حضرت رسول خداصلعم کو بھی لعنت کرنے کا حکم دیا اور عیسائیوں کو بھی اسکی طرف بلایا۔ اگر بُروں پر لعنت کرنا بُرا فعل ہوتا تو خدا کبھی اسکو نہ اپنے رسولؐ کے لئے پسند کرتا نہ عیسائیوں کے لئے۔ اب تو تم سمجھ گئے کہ لعنت کرنا صرف بزرگوں کا فعل نہیں ہے بلکہ خدا بھی اس کا حکم دیتا ہے۔ خود خداوند عالم بھی بُروں پر لعنت کرتا ہے سنو۔ قَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ یہ لوگ کہنے لگے کہ ہمارے دلوں پر پردے ہیں۔ ایسا نہیں بلکہ خدا نے اُن پر لعنت کی ہے (پ ۱ سورہ بقرہ ۱۱) إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ۔ جو لوگ ہماری روشن دلیلوں اور ہدایتوں کو جنھیں ہم نے نازل کیا اس کے بعد چھپاتے ہیں جبکہ ہم کتاب میں لوگوں کے سامنے صاف صاف بیان کر چکے تو یہی لوگ ہیں جن پر خدا کی لعنت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تاریخ ائمہ کے ضروری مضامین کی مختصر فہرست



غلط نامہ تاریخ ائمہ

پہلے ان غلطیوں کو درست کرلو تب کتاب دیکھو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۱۵	سغیرت	تغیرت	۴۴	۹	سواجوتسری	ہواجوتیسری
۱۰	۲۱	تتقو	تتقوا	۴۵	۱۰	قصی	قصیٰ
۱۳	۱۵	اطرلف	اطراف	"	۲۴	تعرتح کی ہے	تصریح کی ہے
۱۵	۱۰	حجر	حجرؔ	۴۸	۱۰	المتبیح	المتبع
"	۲۴	ذرستہ	ذریۃ	۴۹	۹	آسکتے	آسکتی
۲۰	"	کیرا	کرا	۵۱	۲۳	شروع کیا۔	انکی بعد [illegible]
۲۴	۱۸	صیحح وسالم ہوگیا	اسکے بعد	۵۲	۱۱	روشن	تروِیش
۲۵	۱۶	یواُم	توأم	۵۳	۱	عبدمناف	بنوعبدمناف
۲۷	۲۲	اسعام	انتظام	۵۴	۱	پانوں	پاؤں
۳۵	۱۷	باریار	باربار	"	۲۳	بھیرکر	بھرکر
۳۶	۱۱	نینوائے	نینوے	۵۶	۴	خزرجیوں	خزرجیوں
۳۹	۱۰	عسائی	عیسائی	۵۷	۱۹	تھےلیس	تھےلیس
"	۱۵	ـــ	جب	"	۲۴	اپثار	ایثار
"	۲۲	یعبی	یعنی	۵۹	۱۰	جبرین	جبرمن
۴۱	۱۹	حوۃ	حیواۃ	"	۱۲	النساء	النساء

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۷	۱۳	غایت	اعلیٰ	۱۶۷	۲۲	بری الذمہ	بری الذمہ
۶۸	۱۶	النسب	النسب	۱۶۸	۲۰	ایک بارسنی	ایک نہ سُنی
۶۹	۲۴	کان ھاشم	کان لھاشم	۱۷۸	۱۳	مغاذ کی جو	مغافیر کی بو
۷۳	؍	آخر عمر میں	آخر عمر میں	؍	۱۸	اسرالنبی	اسر النبی
۷۷	۱۵	غاصمک	نخاصمک	۱۸۲	۱۲	دعا مانگی	دعا کی
۷۸	۴	ار سے	بارسے	۱۸۳	۲۴	خبر اعراف	خبر اطراف
۸۴	۲	ارجعوا	ارجو	۱۹۹	۶	کی و انھوں	کی تو انھوں
۹۱	۱۴	زائے	سرائے	۲۰۱	۳	اور تسلیم	اور وہ تسلیم
۱۱۶	۱۳	فداک	فذاک	۲۰۳	۲۳	عذر سان	عذر بیان
۱۱۷	۹	جسب	حسب	۲۰۵	۵	فرمایا امت	فرمایا یا ابت
۱۲۲	۱۷	تیس سال چھوٹے	تیس سال بڑے	۲۱۰	۱۴	آب اپنے	اب اپنے
۱۲۳	۱۰	نی مقعب	فی مقنب	۲۲۲	۹	دجلا ن	دحلا ن
۱۲۴	۴	حیبر	خیبر	۲۲۵	۱۹	جلد ۱	جلد ۱۰
۱۳۰	۱۳	مرثیے	مرثیے کہے	۲۲۸	۵	آپ فدا ہوں	آپ پر فدا ہوں
۱۳۵	۵	تھی محرمان	تھی کہ محرمان	۲۳۷	۱	کس	کسی
۱۴۰	۹	پڑھاتے	پڑھانے	۲۴۲	۷	نختلف	مختلف
۱۴۷	۲۰	حضرت عمر کا	حضرت عمر کا	۲۴۶	۲۲	بزوز	بروز
۱۴۹	۱۱	ادن	اذن	۲۴۷	۲۱	نخالفین	مخالفین
۱۵۱	۲۰	تواحی	نواحی	۲۴۹	۲۲	چڑے	چمڑے
۱۵۴	۱۸	بہ کمال	یہ کمال	۲۵۱	۱۲	خضائل	خصائل
۱۵۹	۵	فرمایا اں لیکن	فرمایا ہاں لیکن	۲۶۱	۱۱	زہنا	رہنا
۱۶۳	۱	ماری کی کہ	ماری کہ	۲۶۳	۴	ھن	عن
۱۶۴	۴	کہ حدیث رسول	کہ یہ حدیث رسول	۲۷۵	۲۳	لعسہ	نفیسہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۸	۲۲	پڑھاسکے	بڑھاسکے
۲۸۸	۵	کر	توڑ
۳۰۱	۲	سکی	اسکی
۳۱۱	۱۱	شرجیل	شرجبیل
〃	۱۶	میاں با	میاں !
۳۱۷	۱۴	بحذا فیوھا	بحذافیرھا
۳۲۲	۱۱	طراقی	طبرانی
۳۲۸	۱۸	صدقہ	صَدُقہ
〃	۲۲	حلہ	حُلّہ
۳۴۳	۲۳	تعریض	تعرّض
۳۴۶	۲	مدکورہ	مذکورہ
〃	۵	مبرے	میرے
۳۴۸	۲۰	بدبودار سانسوں	بدبودار سانس
۳۵۰	۱۸	جو دماکی	جو دعاکی
۳۵۴	۱۷	کی لشکر	کے لشکر
۳۵۷	۲۴	محدرات	مخدرات
۳۵۹	۵	رہبتا	رہتا
۳۷۰	۴	حضری	حضرمی
۳۷۳	۱۲	کرایا جاے	کرایا جائے
۳۷۷	۷	اُن وگوں	اُن لوگوں
۳۸۰	۱۶	یَنْشَقُّ	یَنْفَتِقُ
۳۸۲	۹	کرستے ہیں کم	کرتے ہیں ہم
۳۸۵	۵	فیقروں کو	فقیروں کا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۸۹	۱۱	کی امت خلیفہ	کی امت کا خلیفہ
۳۹۰	۲	زیادہ	زیادہ
〃	۱۳	یں تم لوگوں	یں نے تم لوگوں
۳۹۹	۱	موتم لاشبال	مؤتم الاشبال
۴۰۰	۱۳	آپ سامنے	آپ کے سامنے
۴۱۸	۱۱	کپڑا	کپڑے
۴۲۳	۱۷	اوب	ابو ایوب
〃	〃	صواعق محرقہ ص۱۲۱	صواعق محرقہ ص۱۲۰
۴۲۹	۲۲	تَجِئْ مُنِئ	تَجِئْ مُسْنِئ
〃	۲۴	درگا	درگاہ
۴۳۴	۱۱	ور علامہ	اور علامہ
〃	۱۴	جمع کہا تھا	جمع کیا تھا
۴۴۰	۷	اوز	اور
۴۴۳	۱۲	بلا سودان	بلاد سودان
۴۴۸	۲۳	اینے	اپنے
۴۵۰	۲۲	برایت	بروایت
۴۵۱	〃	فوزاً	فوراً
۴۵۶	۱۵	نواں باب	ساتواں باب
۴۶۴	۱۴	باطنی	باطنی
۴۷۹	۳	بٹھوادیا	بٹھادیا
۴۸۰	۱۸	تخلیفہ	خلیفہ
۴۸۸	۲	تعظیم دی	تعظیم کی
〃	۱۴	الوجوہ	الوجوہ
۴۹۳	۱۳	رجب سنہ ۲۵۴	جب سنہ ۲۵۴
۴۹۶	۷	کتدی	کندی
۴۹۷	۴	پکراکر	پکڑکر
۵۰۰	۱۹	اگر نیا	اگر دنیا

اس عظیم الشان کتاب کے متعلق قدردانان علوم و معارف کی رائیں

(۱) جناب سید بدر الحسن صاحب دام مجدہ نے بلگرام سے لکھا "تاریخ ائمہ دیکھکر دل خوش ہو گیا خدا آپ کو زندہ وسلامت رکھے کیونکہ آپ ہی کی محنت اور کوشش سے ہندوستان میں مذہب حق ترقی کر رہا ہے۔ تاریخ ائمہ کو اہلسنت بھی دلچسپی سے پڑھ کر مزہ لیتے اور مستفید ہوتے ہیں" (۲) جناب مولوی سید شبیر حسن صاحب الہ آبادی دام مجدہ نے تحصیل مچھلی شہر سے لکھا "جناب مولانا شفاکم اللہ تعالے۔ آپ کی علالت نے دل کو پژمردہ کر رکھا ہے۔ شافی مطلق سے دعا رہتی ہے کہ جناب کو صحت کلی بخشے تاکہ جلد از جلد سوانح عمری حضرت عمر کا تکملہ ہو جائے اور تاریخ ائمہ جیسی کتاب مکمل ہو جائے۔ خداوند عالم کی خاص مہربانی ہے کہ ایسے ضروری اور اہم کاموں کو جناب کے دست مبارک سے انجام دلوا رہا ہے۔ تاریخ ائمہ نہیں ہے بلکہ روح شیعہ ہے۔ اسکی تعریف و توصیف جس قدر کی جائے بجا و درست ہے۔ ایسی ضروری کتاب کی قوم کو ضرورت ہے۔ خدا اس کی جزا جناب کو مرحمت فرمائے" (۳) جناب حاجی مولوی محمد کرم خاں صاحب وظیفہ یاب دام مجدہٗ نے حیدرآباد دکن سے لکھا "اگر یہ پرچے نہ آتے تو آپ کے اس فیض سے جو کہ تاریخ ائمہ کی تالیف کے لئے آپ نے جان کا ہی فرمائی محروم رہ جاتا۔ خدا آپ کو صحت کامل عطا فرمائے۔ الہی آمین۔ واقعی جو کام آپ کر رہے ہیں اس کے شکریہ کے لئے زبان قاصر ہے۔ فی الواقع آپ کی محنت کے مقابلہ میں قوم کی بے توجہی اور آپ کی تکلیفات کا بے حد افسوس ہے۔ خدا ہم لوگوں کو توفیق نیک عطا فرمائے" (۴) جناب سید محمد حسین صاحب دام مجدہٗ نے جونپور سے لکھا "تاریخ ائمہ واقعاً بہترین تاریخ چھپ رہی ہے" (۵) جناب ڈاکٹر سید حسین احمد صاحب جے پوری دام مجدہٗ نے اکولا صوبہ برار سے لکھا۔ "حضور کی ذات گرامی سے دین حق کی جو تبلیغ اور خدمت ہو رہی ہے اس سے ہر فرد واقف ہے۔ حضور جس عالی ہمتی اور انہماک سے قلمی جہاد اور ترویج دین حق فرما رہے ہیں اس کا اندازہ سوانح عمری خلیفہ اول اور تصویر عزا اور نیز دیگر تالیفات و تصنیفات حضور سے ظاہر ہے" (۶) جناب ماسٹر کریم بخش صاحب حیدری مضطر ہیڈ ماسٹر دام مجدہٗ نے ضلع میانوالی سے لکھا "آپ کا وجود مسعود قوم کے لئے باعث برکت ہے۔ کتاب تاریخ ائمہ کے اوراق مطالعہ

سے گزرے ماشاءاللہ بہت مفید کتاب ہے۔ اس سے قبل اس شان کی کتاب نہیں ملتی تھی۔ آپ کی تصنیفات یقیناً جدت کا پہلو لئے ہوئے ہوتی ہیں۔ ہر تصنیف پہلے سے بڑھ چڑھکر منظر عام پر جلوہ افروز ہورہی ہے۔ میں تو آں جناب کی لطیف اور متین تحریر کا گرویدہ ہوں۔ سات آٹھ سال سے دائرہ اصلاح میں رہنے کا سبب یہی ہے کہ آپکا شگفتہ طرز تحریر حد سے زیادہ مرغوب طبع ہوا۔ انشاءاللہ جب تک دم میں دم ہے اصلاح مجھ سے جدا نہیں ہوسکتا" (۷) جناب مظفر علی خاں صاحب سب انسپکٹر پولیس دام مجدہ نے ضلع گورکھپور سے لکھا "واقعی تاریخ ائمہ اپنی نوعیت کی بالکل نئی کتاب ہے اور خوب لکھی ہے خدا آپکو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے" (۸) جناب سید اقبال حسین صاحب زیدی دام مجدہ نے ضلع مظفر نگر سے لکھا "رسالہ اصلاح ۲۰ ماہ صیام کو ملا۔ ۲۱ر شب اور بہر شب جمعہ میں اس نے ایک بڑے عالم کی مجلس کے برابر رلایا۔ اور گریہ کا جو اثر ہوا میں خیال کرتا ہوں کہ اگر بجائے اسکے کسی اور جگہ مجلس میں بھی ہوتا تو اس قدر گریہ شاید ہی ہوتا یہ سب اصلاح کی بدولت اور تاریخ ائمہ کی برکت ہے۔ خدا آپ کو برکت دے اور اس سے بھی زیادہ زور قلم عنایت فرمائے" (۹) جناب سید فضل حسین صاحب پنشنر دام مجدہ نے لکھنؤ سے لکھا "جس قدر معلومات مجھکو پرچہ اصلاح سے ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں دیگر کتب سے نہیں ہوتے" (۱۰) جناب ڈاکٹر شیخ حامد حسین صاحب میڈیکل افسر دام مجدہٗ نے ضلع کھیری سے لکھا "حضور والا کی ذات با برکات ہم لوگوں کے لئے باعث فخر ہے اور حضور کے پرچہ اصلاح نے جو خدمت قوم کی کی ہے ہم لوگ اُس کے بار احسان سے ہرگز سبکدوش نہیں ہوسکتے" (۱۱) جناب شیخ علی نقی صاحب تحصیلدار دام مجدہٗ نے ریاست بنارس سے لکھا " قبلہ و کعبہ جناب مولانا صاحب دام ظلہم... مذہب شیعہ کی اس قدر خدمت آپ فرما رہے ہیں کہ اُس کا احسان اس قوم پر قیامت تک فراموش نہیں ہوسکتا۔ جس وقت سب مضامین پر خیال کرتا ہوں طبیعت کو اس قدر فرحت ہوتی ہے کہ خوشی کا آنسو ٹپک پڑتا ہے اور خدا کا شکر کرتا ہوں... تحریر ایسی صاف جیسے سچے موتی کا آب۔ نظم میں جناب میر انیس صاحب مرحوم اور نثر میں جناب والا کی سی تحریر میرے خیال میں آج تک نہیں ہوئی ہے۔ اسی کو سہل ممتنع کہتے ہیں" (۱۲) جناب سید اقبال حسین صاحب دام مجدہٗ نے سیتاپور سے لکھا "مولانا و مقتدانا۔ تاریخ ائمہ واقعی ایک انمول موتی ہے جس کو

غواص بحر معرفت نے بڑی جانفشانی سے نکالا ہے۔ عارف پڑھتا اور کلمۂ تحسین زبان پر لاتا ہے" (۱۳) جناب سید محمد حسین شاہ صاحب دام مجدہ نے جو بٹیا سے لکھا "دل تو یہی چاہتا ہے کہ اپنی عمر بھی آپ کی نذر کر دی جائے تاکہ شیعی دنیا آپ کے چشمۂ فیض سے مستفیض ہوتی رہے ... تاریخ ائمہ کسی تعریف کی محتاج نہیں سبحان اللہ کیا سچی تصویر کھینچی ہے۔ گویا کوزے میں دریا بند کر دیا ہے۔ یہی معلوم ہوتا ہے کہ واقعات درحقیقت اسی وقت ہو رہے ہیں۔ اصلاح سے ہر مذہب و ملت کے اصحاب علمی ادبی فائدہ کے علاوہ تاریخی معلومات اور تحقیق مذہب حاصل کر سکتے ہیں" (۱۴) جناب جمعیت علی صاحب دام مجدہ نے سہارن پور سے لکھا "تاریخ ائمہ نے دل کو روز روشن کی طرح منور کر دیا" (۱۴) جناب سید احمد علی شاہ صاحب سب انسپکٹر پولیس دام مجدہ نے تھانہ قریشی سے لکھا "الحمد للہ کہ تاریخ ائمہ کو آپ نے نہایت محنت و جانفشانی سے ختم فرمایا ہے۔ اچھی کتاب ثابت ہو رہی ہے" (۱۵) جناب سید علی جان صاحب دام مجدہ نے کلکتہ سے لکھا "سوانح ائمہ تعریف سے باہر ہے" (۱۶) جناب ڈاکٹر سید منظر عباس صاحب سیفی میڈیکل آفیسر دام مجدہ نے ٹانڈا سے لکھا "حق یہ ہے کہ سوانح عمری خلیفہ اول اور تاریخ ائمہ یہ دو کتابیں جناب نے ایسی تصنیف فرمائی ہیں جو اردو زبان میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ مذہب حق کی یہ قابل قدر خدمت انشاء اللہ رائگاں نہ جائیگی اور درگاہ رب العزت سے اجر گراں مایہ ملیگا" (۱۶) جناب ماسٹر کریم بخش صاحب حیدری مضطر دام مجدہٗ نے پھر لکھا "فخر ملت ناصر الاسلام عماد العلماء دام برکاتکم۔ تاریخ ائمہ کو آپ نہایت ہی جانفشانی اور تحقیق سے لکھ رہے ہیں ماشاء اللہ نور علی نور ہے ... مضامین نے کتاب کی دلچسپی میں چار چاند لگا دیئے۔ مضامین کی خوبصورتی اور معصومیت ہر شخص کو دعوت مطالعہ دیتی ہے۔ واللہ خدائے لم یزل نے آپ کے قلم تحقیق رقم میں وہ اعجازی قوت بھر دی ہے کہ جس کام پر آپ آمادہ ہوتے ہیں وہ امید سے کہیں بڑھ چڑھ کر سرانجام پاتا ہے۔ آپ کی ایک تصنیف نظر سے گزرتی ہے تو دل کہتا ہے کہ اس سے بہتر اور مفید کتاب آپ اور نہ لکھ سکیں گے مگر دوسری تصنیف کے سامنے آنے سے پہلے خیال کی تردید خود بخود ہو جاتی ہے .. اب تاریخ ائمہ کے مطالعہ نے وہ لطف دیا کہ گزشتہ تصنیفات کی دلچسپیاں گلدستۂ طاق نسیاں بن گئیں۔ تاریخ ائمہ واقعی ایک مفید کتاب ہے جسکی مدت سے ہر شیعہ گھر میں ضرورت محسوس کی جارہی تھی الحمد للہ کہ تمام ضروری مضامین کا مجموعہ تاریخ ائمہ کی صورت میں ہمارے سامنے آ رہا ہے جس سے نور ایمان تازہ اور مردہ دلوں کو فرحت ہوتی ہے" ۱۲

ع اصحاب | اس رسالہ میں دکھایا ہے کہ اہلبیت طاہرین کے ساتھ صحابہ رسولؐ کا سلوک کیسا
۔ ان لوگوں نے امانت رسولؐ کے ساتھ کس درجہ بے رُخی کی ۔ واقعہ کربلا کے وقت کتنے صحابہ
بود تھے مگر انھوں نے ادھر ذرہ برابر توجہ نہیں کی ۔ حالانکہ وہ مدد کرتے تو امام مظلوم شہید نہ
تے ۔ نہایت مفید اسلامی تاریخی تحقیقات کا ذخیرہ ہے ۔ قیمت ۱۲ر

اب شرر | ماسٹر عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی نے حضرت سکینہ بنت الحسینؑ کا بہت فحش اور
رہ ناول لکھکر مسلمانوں کے دلوں میں آگ لگادی تھی ۔ اس کا مفصل جواب اور تاریخی تحقیقات
بے مثل خزانہ تیسری دفعہ چھپا ہے ۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ

احب العصر والزمان | حضرت حجتؑ کے وجود اور غیبت کی بہت زبردست دلیلیں اور قادیانی
نہ نے حضرتؑ کے بارے میں جو اعتراضات کئے ہیں اُن کا مفصل اور تشفی بخش جواب قیمت ۱۲ر

ل و تہذیب اہلحدیث | فرقہ اہلحدیث کی عقل ۔ تہذیب ۔ انسانیت ۔ مذہب اور خصوصاً ان کے
روپیشوایانِ دین کے قابل مضحکہ حالات کا مکمل مجموعہ قیمت ۱۲ر

بنہ شبلی | شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نے اپنی کتاب سیرۃ النبیؐ میں لکھا تھا کہ معاذاللہ
ب امیرؑ نے بھی ایک دفعہ شراب پی تھی اس کی مفصل اور محققانہ رد کرکے اس روایت کی دھجیاں اُڑا
گئی ہیں ۔ قیمت ۸ر

ریف قرآن | کے بارے میں اہلسنت اعتراض کرتے ہیں ۔ رسالہ حد السابق میں پوری تحقیق او
جامعیت سے ثابت کردیا گیا ہے کہ تحریف قرآن کے قائل اہلسنت ہیں اور
کتابوں سے یہ اس طرح واضح ہے کہ کوئی انکار نہیں کرسکتا ۔

سنی شیعہ کے درمیان بہت زبردست بحث ہے ۔ نواب محسن الملک بہادر
نے شیعوں کے خلاف آیات بینات میں بہت زور لگایا ہے اس کا مفصل جواب
ما ہے ۔ یہ کتاب شیعوں کے لئے نعمت عظمیٰ ہے ۔ جلد اول ۸ر جلد دوم ۸ر جلد سوم ۸ر

بعض اہلسنت کہتے ہیں کہ نہج البلاغہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا کلام نہیں
ہے ۔ اس کتاب میں نہایت تحقیق و جامعیت سے اس کو حضرت کا کلام ثابت

ایک ہندو پنڈت ہرنام صاحب نے مسئلہ خلافت و امامت پر وہ
زبردست تحریر شائع کی ہے جس سے مذہب شیعہ کی حقیقت
س رسالے نے برادران اہلسنت میں زلزلہ ڈال دیا ۔ اصلاح کو دو جدید خریدار
دے کر یہ کتاب مفت طلب کرلیجئے

فرار اڈیٹر النجم | مولوی عبدالشکور صاحب اڈیٹر النجم لکھنؤ کا جناب ناسید علی حیدر صاحب قبلہ مدیر رسالہ اصلاح سے مناظرہ کے لیے آنا اور بغیر مناظرہ شرمناک فرار اختیار کرنا قابل دید ہے۔ قیمت ۱ر

فتح مبین | اس رسالہ میں بھی اڈیٹر النجم کے مناظرہ سے فرار کرنے اور ضلع سارن کے مشہور عالم اہلسنت مولوی حکیم فتح محمد صاحب کے شیعہ ہو جانے کا دلچسپ تذکرہ ہے قیمت ۱ر

فتح الرحمان | اڈیٹر النجم کا دوبارہ مولانائے ممدوح سے مناظرہ کی ہمت کرنا اور فرار کرنا۔ قیمت ۱ر

فتح القدیر | اڈیٹر النجم نے بمبئی میں جاکر شیعوں سے جو مناظرہ کیا اس پر مفصل تبصرہ قابل دید ہے قیمت ۲ر

قول کریم | ایک سنی عالم کا اڈیٹر النجم پر اعتراض کہ خود اہلسنت کی کتابیں تحریف قرآن کے مضامین سے بھری ہیں پھر تم کیوں شیعوں پر اعتراض کرتے ہو۔ قابل دید ذخیرہ ہے جس میں پوری تحقیق و جامعیت سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ اہلسنت تحریف قرآن کے قائل ہیں اور انکی کتابوں سے قرآن کی تحریف اس طرح واضح ہے کہ کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ آج تک اڈیٹر النجم سے بھی اسکا جواب نہیں ہو سکا قیمت ۲ر

معراج شہادۃ | شہادۃ امام حسینؑ کے متعلق خانبہادر سید خیرات احمد صاحب وکیل گیا مصنف کتاب نور ایمانؑ کا زبردست رسالہ بہت دلچسپ مفید اور بصیرت افروز ہے قیمت ۲ر

مشعل ہدایت | جناب حاجی سید اظہار حسنین صاحب بی۔ اے مجسٹریٹ پنشنر کھجوا کی مشہور اور زبردست تحقیقی کتاب جسمیں دکھایا ہے کہ خدا اپنے کلام پاک میں رسولؐ اور انکے آل و اصحاب کے لیے کیا فرماتا ہے۔ اور قرآن مجید نے آل اطہار کا کیا پایہ اور اصحاب کس مرتبہ پر فائز ہیں اور ان تمام حقایق کی موجودگی میں امت پر کس کی پیروی اور کس حد تک فرض ہے۔ غرض بہت ہے بحیثیت مجسٹریٹ آپ نے سنی شیعہ کے اختلافات کا فیصلہ بھی کمال انصاف سے کیا۔

وضو میں پاؤں پر مسح کرنا | فرقہ اہل قرآن نے جو پنجاب میں پیدا دکھانا چاہا تھا کہ وضو میں پاؤں دھ جواب میں دفتر اصلاح سے امتحان اہل القرآن و قول فیصل شائع کرکے ثابت پاؤں پر مسح کرنے ہی کا حکم دیتا ہے۔ اس تحقیق سے یہ رسالے لکھے گئ قیمت ۱ر

اسلامی خدا | توحید خدا کو آیات قرآن مجید سے بہت مفص واضح کر دیا ہے کہ جس طرح اسلام خدا کا نہیں سکھا سکتا۔ قیمت ۱ر

المشتہر:- منیجر اصلاح کھجوہ

(سید غازی الدین حیدر نے مطبع اصلاح